بقیع
JULY 2021
Regd. # MC-1177

دَعْوۃ إلی تَیْسِیرِ الزَّواج

اردو ترجمہ

شادی کو آسان بنائیں مگر کیسے؟

مُصنِّف: ڈاکٹر ولید بن عبد القادر مصری حفظہ اللہ

مترجم و محشی: مولانا محمد دانش ازہری حفظہ اللہ استاذ شعبۂ تخصص جامعہ امام احمد رضا (کوکن)

نظرِ ثانی: مفتی محمد عطاء اللہ نعیمی حفظہ اللہ شیخ الحدیث و رئیس دار الافتاء جامعۃ النور

جمعیّت اِشاعت اہلِسنّت پاکستان

نور مسجد کاغذی بازار کراچی ۷۴۰۰۰

Ph : 021-32439799 Website : www.ishaateislam.net

دَعوة إلى تَيسِير الزَّواج

اردو ترجمہ

شادی کو آسان بنائیں مگر کیسے؟

مُصنِّف

ڈاکٹر ولید بن عبد القادر مصری مد ظلہ العالی

مترجم و محشی

مولانا محمد دانش ازہری مد ظلہ العالی

[استاد شعبہ تخصص جامعہ امام احمد رضا (کوکن)]

نظرِ ثانی

مفتی محمد عطاء اللہ نعیمی مد ظلہ العالی

[شیخ الحدیث و رئیس دار الافتاء جامعۃ النُّور]

ناشر

جمعیت اشاعت اہلسنت، پاکستان

نور مسجد، کاغذی بازار، کراچی

جملہ حقوق بحق ادارہ محفوظ ہیں۔

نام رسالہ	:	دعوة إلى تيسير الزواج
		ترجمہ "شادی کو آسان بنائیں مگر کیسے؟"
مصنّف	:	ڈاکٹر ولید بن عبد القادر مصری
ترجمہ و محشی	:	مولانا محمد دانش ازہری
		[استاد شعبۂ تخصص جامعہ امام احمد رضا (کوکن)]
نظر ثانی	:	مفتی محمد عطاء اللہ نعیمی [شیخ الحدیث و رئیس دار الافتاء جامعۃ النّور]
تعداد	:	۴۲۰۰
اشاعت نمبر	:	۳۲۵
تاریخ اشاعت	:	ذیقعد ۱۴۴۲ھ / جولائی ۲۰۲۱ء
ناشر	:	جمعیّت اشاعت اہلسنّت (پاکستان)
		نور مسجد، کاغذی بازار میٹھادر، کراچی
		فون: 021-32439799
خوشخبری	:	یہ رسالہ www.ishaateislam.net پر موجود ہے

فہرست

۱	پیش لفظ	۵
۲	انتساب	۱۴
۳	ہدیۂ تشکر	۱۵
۴	ہدایات	۱۶
۵	مقدمۂ مترجم	۱۷
۶	شادی کی حقیقت	۱۹
۷	مقدمۂ مصنّف	۲۲
۸	نکاح کی فضیلت	۲۴
۹	قرآن وسنت میں نکاح کی حقیقت	۲۵
۱۰	شادی کے فوائد	۳۲
۱۱	شادی کو دُشوار بنانے کے بُرے نتائج	۳۳
۱۲	شادی کے شکوک اور اندیشے	۳۵
	ذمہ داران سے ایک خطاب	۳۷
۱۳	کڑوی حقیقت	۳۸
۱۴	نوجوان طبقہ کی مصیبت و پریشانی	۳۸
۱۵	جوان لڑکی کی ایک درد واُمید	۳۸
۱۶	دین میں جبر نہیں	۳۹
۱۷	رُوگردانی... فتنہ... اور فسادِ عظیم	۳۹
۱۸	سامان... قیمت... اور قربان کی جانے والی شہزادی	۴۰

۱۹	میزانِ اختیار	۴۰
۲۰	بُری عادتیں	۴۱
۲۱	سب سے زیادہ برکت والا نکاح	۴۱
۲۲	خوفناک شادی کا ایک منظر	۴۴
۲۳	شریکِ حیات کا انتخاب	۴۷
۲۴	ایک شبہ کا ازالہ	۴۸
۲۵	نیک بیوی کی صفات	۵۰
۲۶	انمول وصیت	۵۵
۲۷	نیک صالح زوجین کے صفات	۵۸
۲۸	شادی کی مروّجہ شرعی وغیر شرعی رسومات	۶۱
۲۹	خلاصہ کلام	۶۸
۳۰	مصادر و مراجع	۶۹

پیش لفظ

نحمده ونصلی علی رسوله الکریم

نکاح اور ایمان یہ دو ایسی عبادات ہیں جو حضرت سیّدنا آدم علیہ السلام سے شروع ہوئیں اور تا قیامت رہیں گی، نکاح بہترین عبادت ہے کہ اس سے نسل انسانی کی بقاء ہے، یہی صالحین وعابدین کی پیدائش کا ذریعہ ہے اور اس کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ ہمارے آقا و مولیٰ حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم اور دیگر رسولوں نے نکاح فرما کر ازدواجی زندگی کو اپنایا ہے۔ چنانچہ قُرآنِ کریم میں ہے: وَ لَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلًا مِّنْ قَبْلِكَ وَ جَعَلْنَا لَهُمْ اَزْوَاجًا وَّ ذُرِّيَّةً۔ (۱)

ترجمہ، اور بے شک ہم نے تم سے پہلے رسول بھیجے اور ان کے لیے بیبیاں اور بچے کیئے۔ (کنز الایمان)

اور نکاح کرنا مُرسلین کی سنت ہے۔ چنانچہ حضرت سیّدنا ابو ایوب رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: چار چیزیں رسولوں کی سُنتوں میں سے ہیں: حیاء کرنا، عطر لگانا، نکاح کرنا اور مسواک کرنا۔ (۲)

لہٰذا قُرآن وحدیث کی روشنی میں نکاح کے متعلق انبیائے کرام علیہم الصلوۃ والسلام کا طرزِ عمل معلوم ہوا، اور اس کے علاوہ قُرآن وحدیث میں باقاعدہ اہل ایمان کو نکاح کا حکم موجود ہے۔ چنانچہ قُرآنِ کریم میں ہے: وَ اَنْكِحُوا الْاَيَامٰى مِنْكُمْ۔ (۳)

---

(۱) الرعد: ۱۳/ ۳۸

(۲) المعجم الکبیر، باب الخاء، أبو الشمال بن ضباب عن أبی أیوب، برقم ٤۰۸۵،٤/ ۱۸٤

(۳) النّور: ۲٤/ ۳۲

ترجمہ، اور نکاح کر دو اپنوں میں اُن کا جو بے نکاح ہوں۔(کنزالایمان)

اور حضرت سیّدنا سعید بن ابی ہلال رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ سے مروی حدیث شریف میں ہے کہ نکاح کر کے اولاد کی کثرت کرو کہ میں روزِ قیامت تمہارے سبب دیگر اُمتوں پر فخر کروں گا۔[1]

اور دُوسری حدیث شریف میں نکاح کی ترغیب دلاتے ہوئے نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: جو شخص میری فطرت یعنی اسلام سے محبت کرتا ہے اُسے میری سنت اختیار کرنی چاہیے اور نکاح بھی میری سنت ہے۔[2]

اور احادیثِ نبویہ علیہ التحیۃ والثناء میں نکاح کے بے شمار فضائل وارد ہوئے ہیں، اُن میں سے ایک فضیلت یہ ہے کہ نکاح اجنبی عورت کی طرف نظر کرنے سے نگاہ کو روکنے والا اور شرمگاہ کا محافظ ہے۔ چنانچہ حضرت سیّدنا عبد اللہ بن مسعود رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ سے مروی ہے کہ نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: اے جوانو! تم میں جو کوئی نکاح کی طاقت رکھتا ہے وہ ضرور نکاح کرے کیونکہ نکاح اجنبی عورت کی طرف نظر کرنے سے نگاہ کو روکنے والا اور شرمگاہ کی حفاظت کرنے والا ہے اور جس میں نکاح کی استطاعت نہیں تو وہ روزے رکھے کہ روزہ شہوت کو توڑنے والا ہے۔[3]

اور نکاح کے ذریعے نصف ایمان مکمل ہو جاتا ہے۔ چنانچہ حضرت سیّدنا انس بن مالک رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ سے مروی ہے کہ نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص نکاح کر لے تو اُس

---

(1) المصنّف لعبد الرزّاق، کتاب النکاح، باب وجوب النّکاح و فضله، برقم ٢٨٨٧ ، ٦/ ١٣٨

(2) مُسند أبی یعلی، مسند ابن عبّاس، برقم ٢٧٤٩، ص ٥٦٥

(3) صحیح البخاری، کتاب النکاح، باب من لم یستطع الباءۃ فلیصم، برقم ٥٠٦٦، ٣/ ٣٦٣

نے اپنا آدھا ایمان مکمل کرلیا، اب وہ باقی آدھے میں اللہ عزّوجلّ سے ڈرے۔ [۱]

اس حدیث شریف کے تحت شیخ مُحقّق عبد الحق مُحدِّث دہلوی حنفی متوفی ۱۰۵۲ھ لکھتے ہیں: عُلمائے کرام نے اس کا مطلب یوں بیان کیا ہے کہ فسادِ دین کا سبب عُموماً پیٹ اور شرمگاہ ہے نکاح کرنے سے شرمگاہ کے فساد سے نجات مل گئی اب اُسے چاہیے کہ پیٹ کے معاملے میں خداخوفی کو کام میں لائے تاکہ دین کی بہتری مکمل طور پر حاصل ہو جائے۔ [۲]

اور شادی شُدہ کی دو رکعتیں غیر شادی شُدہ شخص کی ستّر رکعتوں سے اور ایک روایت کے مطابق بیاسی رکعتوں سے بہتر ہیں۔ چنانچہ حضرت سیّدنا انس بن مالک رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ سے مروی ہے کہ شادی شُدہ کی دو رکعتیں غیر شادی شدہ شخص کی ستّر رکعتوں سے افضل ہیں۔ [۳]

اور انہی سے مروی ہے کہ شادی شُدہ کی دو رکعتیں غیر شادی شُدہ شخص کی بیاسی رکعتوں سے بہتر ہیں۔ [۴]

اور پارسائی کے ارادے سے نکاح کرنے والے کی اللہ عزّوجلّ مدد فرمائے گا۔ چنانچہ حضرت سیّدنا ابو ہریرہ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ سے مروی ہے کہ نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: تین شخصوں کی مدد فرمانا اللہ تعالیٰ کے ذمہ کرم پر لازم ہے (۱) اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والا (۲) جو مکاتب بدلِ کتابت کی ادائیگی کا ارادہ رکھتا ہے (۳) پاکدامنی کے ارادے سے نکاح

---

(۱) المعجم الأوسط، باب الميم، من اسمه مطلب، برقم ۸۷۹٤،٦/ ۲۸٦

(۲) اشعة اللمعات، كتاب النكاح، الفصل الثالث، ۳/ ۱۰٦

(۳) كنز العمال، حرف النّون، كتاب النكاح من قسم الأقوال، الباب الأوّل: فى الترغيب فيه، برقم ٤٤٤۳۸،۱٥/ ۱۱۸

(٤) كنز العمال، حرف النّون، كتاب النكاح من قسم الأقوال، الباب الأوّل: فى الترغيب فيه، برقم ٤٤٤۳۹،۱٥/ ۱۱۸

کرنے والا۔[1]

اور نکاح کرنا رزق ملنے کا سبب ہے۔ چنانچہ حضرت سیّدنا ہشام بن عروہ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: تم عورتوں سے نکاح کرو کیونکہ وہ تمہارے پاس (اللہ تعالیٰ کی طرف سے) مال لائیں گی۔[2]

اور حضرت سیّدنا جابر رَضِیَ اللہُ عَنْہُ سے مروی ہے کہ ایک شخص نے نبی کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی بارگاہ میں حاضر ہو کر اپنی تنگدستی کی شکایت کی تو آپ علیہ السلام نے اُسے نکاح کرنے کا حکم ارشاد فرمایا۔[3]

اور حضرت سیّدنا عبد اللہ ابن عبّاس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے: نکاح کے ذریعے رزق تلاش کرو۔[4]

اور اللہ تعالیٰ نے نکاح کرنے پر محتاج شخص کو غنی کرنے کا وعدہ فرمایا ہے۔ چنانچہ امیر المؤمنین حضرت سیّدنا ابو بکر رَضِیَ اللہُ عَنْہُ نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ نے جو تمہیں نکاح کا حکم فرمایا ہے، تم اُس کی اطاعت کرو، اُس نے جو غنی کرنے کا وعدہ کیا ہے، وہ پورا فرمائے گا، اللہ

---

(۱) سُنن الترمذی ،کتاب فضائل الجهاد،باب ما جاء فی المجاهد والنّاكح والمكاتب و عون الله إيّاهم،برقم ١٦٥٥، ٢/ ٥٤٠

(٢) المُصنّف لابن أبي شيبة،كتاب النكاح،باب فی التزويج من كان يأمر به و يحثّ عليه، برقم ٩،١٦١٦١/ ٣٠.٣١

(٣) تاريخ بغداد،باب محمّد،ذكر من اسمه :محمّد واسم وأبيه:أحمد،محمد بن أحمد بن نصر...إلخ، برقم ١،١٩٥/ ٢٨٦

(٤) مسند الفردوس،باب الألف،ذكر الأحاديث التی أمرها النّبیﷺ أمته فی أمر الله عزّوجلّ،برقم ١،٢٨١/ ٦٣

تعالیٰ نے فرمایا ہے: اگر وہ فقیر ہوں گے تو اللہ عزّوجلّ اُنہیں اپنے فضل سے غنی کر دے گا۔ (۱)

کر دے گا۔ (۱)

اور اب نکاح نہ کرنے پر نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے جو فرامین وارد ہوئے ہیں اُنہیں ملاحظہ کریں۔ چنانچہ اُم المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: نکاح میری سنت ہے تو جس نے میری سنت پر عمل نہ کیا وہ مجھ سے نہیں ہے۔ (۲)

اور جو اتنا مال رکھتا ہو کہ نکاح کر لے، پھر نکاح نہ کرے، اُس کے بارے میں نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا ارشاد ہے کہ وہ ہم میں سے نہیں ہے۔ (۳)

اور مفلسی کے خوف سے نکاح نہ کرنے کے بارے میں حضرت سیّدنا ابو سعید خدری رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ سے مروی ہے: جس نے مُفلسی کے ڈر سے شادی کو ترک کیا، وہ ہم میں سے نہیں ہے۔ (۴)

لہٰذا ہمیں چاہیے کہ اگر کوئی مانع شرعی نہ ہو تو نکاح جیسی عظیم سنت کو ضرور اپنائیں کہ نکاح کا حکم خود ہمارے رب عزّوجلّ اور اُس کے پیارے حبیب حضرت محمد مصطفیٰ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ہمیں ارشاد فرمایا ہے، نہ صرف یہی بلکہ نکاح کرنا انبیائے کرام کی سنت ہے اور اس کے متعدّد فضائل وارد ہوئے ہیں، جبکہ ترکِ نکاح پر ہمارے نبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ناراضگی کا اظہار

---

(۱) تفسیر ابن أبی حاتم الرّازی، سورة النّور، تحت الآیة: ۳۲، ٦/ ٣٤٦

(۲) سُنن ابن ماجة، کتاب النکاح، باب: ما جاء فی فضل النّکاح، ۲، ١٨٤٦/ ٤١٥

(۳) المُصنّف لابن أبی شیبة، کتاب النکاح، باب فی التزویج من کان یأمر به و یحثّ علیه، برقم ۹، ١٦١٥٢/ ٢٦.٢٧

(۴) کنز العمال، حرف النّون، کتاب النکاح من قسم الأقوال، الباب الأوّل: فی الترغیب فیه، الإکمال، برقم ٤٤٤٥٣، ١٦.١٥/ ١١٩

فرمایاہے،اس کے باوجود اگر کوئی اس سنت کو ترک کرے تو وہ شخص یقیناً محروم ہے اور اس حقیر کی عوام النّاس سے بھی گزارش ہے کہ وہ اس سنت پر عمل پیرا ہونے کو سہل ترین بنائیں۔افسوس صد افسوس آج ہمارے معاشرے میں گُناہ کرنا بہت آسان ہو گیا ہے لیکن نکاح کرنا بے حد مشکل ہے۔فی زمانہ شادیوں کے اخراجات ہی کو لے لیجئے کہ اس میں لاکھوں لاکھ روپے خرچ کرنے کا رُجحان بڑھتا جارہا ہے،معاذاللہ!لوگ اس کیلئے سودی قرض لینے سے بھی نہیں شرماتے،لاکھوں روپے قرض لے کر شادی تو ہو جاتی ہے لیکن دُولہا بیچارہ سالہا سال تک قرض کا بار ہی اپنے سر سے اتارنے میں کوشاں رہتا ہے۔جبکہ اسلامی تعلیم کے مطابق برکت والا نکاح وہ ہے کہ جس میں فریقین کا خرچ کم ہو۔چنانچہ اُم المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ بڑی برکت والا نکاح وہ ہے جس میں بوجھ کم ہو۔[1]

اس حدیث شریف کے تحت حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی حنفی متوفی ۱۳۹۱ھ لکھتے ہیں:یعنی جس نکاح میں فریقین کا خرچ کم کرایا جائے،مہر بھی معمولی ہو،جہیز بھاری نہ ہو،کوئی جانب مقروض نہ ہو جائے،کسی طرف سے شرط سخت نہ ہو اللہ کے توکل پر لڑکی دی جائے وہ نکاح بڑا ہی بابرکت ہے ایسی شادی خانہ آبادی ہے آج ہم حرام رسموں بیہودہ رواجوں کی وجہ سے شادی کو خانہ بربادی بلکہ خانہا بربادی بنالیتے ہیں۔اللہ تعالیٰ اس حدیث پاک پر عمل کی توفیق دے۔[2]

مزید برآں یہ کہ اگر خاتونِ جنّت حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور دیگر صحابہ

---

[1] المُسند لأحمد،مسند عائشة رضي الله عنها،برقم ۲۴۵۲۹،۴۱/ ۷۵

[2] مرأة المناجیح،نکاح کا بیان،۵/ ۱۱

کرام علیہم الرضوان کی شادیوں کو دیکھا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ شادی کرنا آسان ہے کیونکہ ہمارے لئے رہبر یہی مقدّس ہستیاں ہیں، جن کی اتباع دارین میں کامیابی کا ذریعہ ہے، لہٰذا مسلمانوں کو چاہیے کہ وہ ان نفوسِ قُدسیہ کے نقشِ قدم پر چلتے ہوئے نکاح کرنا آسان بنائیں اور فضول خرچ سے اجتناب کریں۔

علاوہ ازیں ہمارے یہاں صاحبِ ثروت شادی بیاہ کے مواقع پر جو نمود و نمائش کرتے ہیں وہ بہت ہی نقصان دہ ہے خصوصاً لڑکی کے سرپرست جہیز کے نام پر اپنی لڑکی کو جو دیتے ہیں وہ تو دیتے ہیں مگر اس کی نمود و نمائش اس طرح کرتے ہیں کہ جہیز کے نام پر دی گئی اشیاء دکھانے کے لئے باقاعدہ دعوت دی جاتی ہے، خاندان اور پڑوس کی خواتین کو بلوایا جاتا ہے تاکہ وہ دیکھ لیں کہ ہم نے اپنی بچی کو کیا کیا دیا ہے۔ اس سے غریب گھرانوں کے افراد پر خصوصاً اُن کی بچیوں پر کیا گزرتی ہے وہ تو وہی جانتے ہیں۔ پھر ان غریب بچیوں کی شادی کی راہیں مسدود ہو کر رہ جاتی ہیں۔ وہ یا تو بیٹھی بیٹھی بوڑھی ہو جاتی ہیں یا کسی معقول رشتے سے محروم ہو جاتی ہیں یا پھر ان کے سرپرست اپنی جائیداد، ذرائع آمدن بیچ کر بھاری قرضے اُٹھا کر اپنی بچیوں کو نکاح کر کے رخصت کرنے پر مجبور ہوتے ہیں پھر سالوں تک بارِ قرض کے نیچے دبے رہتے ہیں اور قرض خواہوں کی طرف سے دی جانے والی اذیتوں کو برداشت کرتے کرتے اس جہانِ فانی سے کوچ کر جاتے ہیں۔ کتنے ایسے بھائی دیکھے ہیں جو خود اپنی شادی نہیں کرتے کہ بہنوں کی شادی کرنی ہے اس طرح وہ بہنوں کی شادی کرنے کے لئے یا ان کی شادی کے لئے لیا گیا قرض ادا کرنے کے لئے پیسے جمع کرتے کرتے خود بوڑھے ہو جاتے ہیں۔ اس طرح معاشرے میں چوری، ڈاکے، چور بازاری، دھوکہ دہی اور قتل جیسے جرائم کی شرح میں اضافہ ہوتا ہے اور معاشرہ بُری طرح

عدم توازن کا شکار ہو جاتا ہے اور بچوں اور بچیوں کی وقت پر شادی نہ ہونا معاشرے میں بُرائیوں کے بڑھنے کا سبب بنتا ہے۔

پھر لڑکے یا اس کے گھر والوں کی طرف سے جہیز میں مختلف اشیاء کا مطالبہ کرنا شرمناک امر ہے حالانکہ سب جانتے ہیں کہ جہیز خالص لڑکی کی ملکیت ہوتا ہے اس میں کسی کا کوئی حق نہیں ہوتا اور یہی لڑکا یا اس کے والدین بہو کے لئے بھاری جہیز کا مطالبہ کرتے ہیں لیکن جب ان کی اپنی بیٹی یا بہن کا رشتہ آتا ہے تو ان کی خواہش یہ ہوتی ہے کہ رشتہ لے کر آنے والے ہماری بیٹی یا بہن کو بغیر جہیز کے لے جائیں کسی چیز کا مطالبہ نہ کریں یہ دوہرا معیار ہے اپنے لئے اور، اور دوسرے کے لئے اور۔ ہم نے دو عینکیں رکھی ہوئی ہیں جب ہم اپنے لئے یا بھائی کے لئے رشتہ دیکھنے جاتے ہیں تو اور عینک استعمال کرتے ہیں اور جب ہماری بہن یا بیٹی کے لئے کوئی رشتہ لے کر آتا ہے تو ہم دوسری عینک استعمال کرتے ہیں۔ اس دوہرے معیار نے معاشرے میں بہت بڑا بگاڑ پیدا کر رکھا ہے۔

اور زیر نظر رسالہ بنام "دعوة إلى تيسير الزّواج" اسی سلسلے کی کڑی ہے، جسے ڈاکٹر ولید بن عبد القادر مصری نے تالیف فرمایا ہے، یہ رسالہ اوّلاً عربی زبان میں تھا لہٰذا ضرورت اس امر کی تھی کہ اسے اُردو زبان میں منتقل کیا جائے تاکہ اُردو دان طبقے کا اس سے استفادہ ممکن ہو، اور اب بحمدہ تعالیٰ حضرت مولانا محمد دانش ازہری زید علمہ کی عمدہ کاوش کے نتیجے میں اس کا اُردو ترجمہ ہو چکا ہے اور ہمارے ہاتھوں میں موجود ہے، یقیناً موصوف نے اس کام کو سرانجام دے کر اُردو دان طبقے پر احسانِ عظیم فرمایا ہے مزید برآں یہ کہ آپ دامت برکاتہم العالیہ نے اس رسالے میں موجود نُصوص کی بھی تخریج فرمائی ہے، جس سے اس کی افادیت میں مزید اضافہ ہو گیا ہے۔

لہٰذا ادارہ اس رسالہ کو اپنی سلسلہ اشاعت نمبر ۳۲۵ پر شائع کرنے کی سعادت حاصل کررہا ہے۔اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اپنے حبیب ہمارے آقا ﷺ کے طفیل مصنّف، مترجم اور جملہ معاونین واشاعت کاران کی سعی کو اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے اور ان کی دینی خدمات میں روز افزوں ترقی عطا فرمائے۔ آمین بجاہ النبی الکریم ﷺ

فقط

محمد عطاء اللہ نعیمی

خادم الحدیث الإفتاء بجامعۃ النور

جمعیۃ اشاعۃ اھل السنۃ (باکستان)

انتساب

پدر بزرگوار حضرت حافظ و قاری

مولانا قمر الحسن صدیقی (رحمہ اللہ) کے نام:

ابو جان! میں آپ کو کیسے بھول سکتا ہوں، آپ نے میرے لیے اتنا کچھ کیا جس کا بدلہ میں ہزار کتابیں لکھ کر بھی نہیں چکا سکتا۔ آپ نے میرے لیے جو قربانیاں دیں اور کاوشیں کی ہیں اس کا بہتر صلہ خدائے وحدہ لا شریک ہی آپ کو دے سکتا ہے اور بے شک میرا رب بہتر جزا عطا کرنے والا ہے۔

والدۂ محترمہ **نور جہاں بانو** ادام اللہ صحتھا کے نام:

امی جان! آپ کے مجھ پر کافی احسانات ہیں، آپ میری کامیابی کے لیے ہر لمحہ دعا گو ہیں میری محنت سے زیادہ آپ کی دعاؤں نے اس کتاب کو پایۂ تکمیل تک پہنچایا۔ اللہ تبارک وتعالیٰ آپ کا سایہ ہم تمامی بھائی بہن پر تادیر قائم ودائم رکھے (آمین)۔

برادر اکبر جناب **غلام مصطفیٰ**۔ سلمہ اللہ کے نام

بھائی جان! آپ کا سایہ مجھ پر ایک شفیق باپ سے کم درجہ نہیں رکھتا، آپ نے ہر موڑ پر میرا ساتھ دیا، میرے تعلیمی سفر کو ابھی تک جاری رکھنے میں مجھے حوصلہ دیا اور کبھی ابو جان کی کمی محسوس نہیں ہونے دی۔ پروردگار عالم آپ کو دن دوگنی رات چوگنی ترقی عطا کرے اور دین و سنیت پر استقامت نصیب فرمائے (آمین)۔

ہر عفیف وپاک دامن مرد وعورت کے نام:

وہ لوگ جو عفت و پارسائی کی زندگی بسر کرنے میں دنیا و آخرت کی سرخ روئی سمجھتے ہیں۔

از: محمد دانش ازہری

ہدیہ تشکر

حضور سرورِ کونین ﷺ کا فرمان عظمت نشان ہے: "مَنْ لَمْ یَشْکُرِ النَّاسَ لَمْ یَشْکُرِ اللّٰہَ "جس نے لوگوں کا شکر ادا نہ کیا اس نے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا نہیں کیا۔

اس فرمان کے پیش نظر سب سے پہلے میں اپنے والدین کریمین (مولانا قمر الحسن نور اللہ مرقدہ، نور جہاں بانو) کا بے حد مشکور و ممنون ہوں جن کی محبتوں، کوششوں اور پر خلوص دعاؤں سے میں پڑھنے لکھنے کے قابل ہوا۔ جیسا کہ میں شکر گزار ہوں اپنے تمام اساتذۂ کرام بالخصوص استاذِ زمن، امامِ علم و فن حضرت خواجہ مظفر حسین صاحب قبلہ۔ برد اللہ مضجعہ۔ کا جن کی نگاہِ کرم اور بافیض صحبت نے کچھ کہنے سننے کی صلاحیت پیدا کی۔ خدائے کریم ربِ عرشِ عظیم تمام اساتذہ کو دارین کی سعادتیں نصیب فرمائے اور مرحومین کو جنت الفردوس میں جگہ عطا فرمائے (آمین)۔

اسی طرح میں مشکور و ممنون ہوں مُحبّ گرامی علامہ و مولانا جناب صدام حسین حقی صاحب قبلہ کا جنھوں نے کتاب کی کمپوزنگ اور دیگر امور میں معاونت فرما کر شکریہ کا حسین موقع عنایت کیا، میں شکر ادا کرتا ہوں حضرت علامہ و مولانا احمد رضا نعیمی مصباحی صاحب قبلہ کا جنھوں نے اپنا قیمتی وقت نکال کر اس کتاب کا مراجعہ فرمایا اور تحشیہ نگاری میں اپنا بھرپور تعاون پیش کیا، ان کے علاوہ ان تمام برادران و احباب کا جنھوں نے بھی دامے، درمے، قدمے، سخنے اس کتاب میں حصہ لیا۔ اللہ تعالیٰ انہیں جزائے خیر عطا فرمائے اور دارین کی سعادتوں سے مالا مال کرے اور دعا ہے کہ اللہ جل شانہ اس مختصر کاوش کو میرے لیے، والدین کریمین اور تمام گھر والوں کے لیے دنیا و آخرت میں فلاح و بہبودی کا ذریعہ بنائے۔ (آمین بجاہ اکرم و اشرف المرسلین)

محمد دانش سعدی ازہری
موبائل نمبر: 8356997769
danishraza22@gmail.com

ہدایات

☆[بسیط] اس کتاب میں جہاں کہیں بھی اس عبارت کا استعمال کیا گیا ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ وہاں کتاب میں مذکور حدیث اور حوالہ کے درمیان معمولی اور جزوی اختلاف پایا جاتا ہے۔

☆حواشی میں حتی المقدور تخریجِ احادیث کی کوشش کی گئی ہے البتہ بحسبِ ضرورت بعض مقامات پر قدرے وضاحت کر دی گئی ہے۔

☆اس کتاب میں حوالہ جات کے لیے اسکین شدہ PDF نسخوں سے استفادہ کیا گیا ہے۔

☆حواشی میں جہاں کہیں (ج) آیا ہے اس سے مراد جز ہے، اور جلد کے لیے صراحت کر دی گئی ہے۔ اور جہاں کہیں (ح) آیا ہے اس سے مراد حدیث نمبر ہے۔

مقدمہ مترجم

أَلْحَمْدُ لِلّٰهِ جَلَّ ثَنَاءُه وَ تَقَدَّسَتْ أَسْمَاءُه الَّذِىْ مِنْ بَدَائِعِ أَلْطَافِه أَنْ خَلَقَ مِنَ الْمَاءِ بَشَراً فَجَعَلَه نَسَباً وَصِهْراً وَسَلَّطَ عَلٰى الْخَلْقِ شَهْوَةً اضْطَرَّهُمْ بِهَا إِلٰى الْحَرَاثَةِ جَبْراً وَاسْتبقٰى بِهَا نَسْلَهُمْ إِقْهَاراً وَ قَسْراً..وَ نَدَبَ إِلٰى النِّكَاحِ وَحَثَّ عَلَيْهِ اسْتِحْبَاباً وَ أَمْراً. وَ صَلَّى اللهُ عَلٰى سَيِّدِنا مُحَمَّدٍ الَّذِى ابْتَعَثَه لِلْخَلْقِ رَسُوْلاً وَنَزَّلَ عَلَيْهِ وَحْيَه تَنْزِيْلاً، وَتَخَيَّرَه مِنْ أَطْهَرِ الْأَعْرَاقِ وَجَعَلَ شَرْعَه الْقَوِيْمِ مُتَمِّماً لِمَكَارِمِ الْأَخْلَاقِ تَحْرِيْماً وَتَحْلِيْلاً، وَعَلٰى آلِه وَ أَصْحَابِه الَّذِيْنَ كَمُلَ لَهُمْ بِرُؤْيَتِه وَ اتِّبَاعِه الْفَضَائِلَ تَفْصِيْلاً۔

شادی کی فضیلت، اس کی اہمیت اور اس کو آسان بنانے کی جو تعلیم ہمیں اسلام نے دی ہے فاضل مصنّف (ولید بن عبد القادر مصری) نے اسے بڑے ہی خوب صورت انداز اور حُسنِ ترتیب کے ساتھ اس کتاب میں پیش فرمایا ہے جسے آپ آئندہ صفحات پر ملاحظہ فرمائیں گے۔ لیکن اس سے پہلے میں مناسب اور ضروری سمجھتا ہوں کہ شادی کے حقیقی مفہوم اور اس کی افادیت و اہمیت پر مختصر روشنی ڈال دی جائے تاکہ اصل کتاب سے پورے طور پر استفادہ ہوسکے۔

زمانۂ قدیم میں عورت کو ایک ایسے ناپاک جانور کا درجہ دیا جاتا تھا جس میں روح ہی نہ ہو، نہ کسی کی بیوی بننے کی صلاحیت رکھتی اور نہ ہی ایک معمولی خادمہ کی حیثیت اسے حاصل تھی، یا تو اسے زندہ در گور کر دیا جاتا یا پھر اس کے ساتھ جانوروں سے بدتر سلوک کیا جاتا تھا۔ ایسے تاریک ماحول میں اسلام نے آکر ان بدترین نظریات کا رد فرمایا اور اعلان کیا کہ عورت نہ صرف ایک انسان ہے بلکہ مرد کی طرح اسے بھی اپنے حقوق حاصل ہیں اور یہی وہ مذہب ہے جس نے سب سے پہلے عورت کے حقوق کو نہ صرف تسلیم کیا بلکہ عملی طور پر معاشرہ میں اسے وہ مقام دیا جس کی وہ صحیح معنوں میں مستحق تھی،

اور بتایا کہ وہ مرد کی راحت اور اس کی تسکین کا ذریعہ ہے۔ چناں چہ اللہ تبارک و تعالیٰ کا فرمان عظمت نشان ہے: " وَمِنْ اٰیٰتِهٖۤ اَنْ خَلَقَ لَكُمْ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ اَزْوَاجًا لِّتَسْكُنُوْۤا اِلَیْهَا وَ جَعَلَ بَیْنَكُمْ مَّوَدَّةً وَّ رَحْمَةً " [الروم،۳۰/۲۱]

اور اس کی نشانیوں سے ہے کہ تمہارے لیے تمہاری ہی جنس سے جوڑے بنائے کہ ان سے آرام پاؤ اور تمہارے آپس میں محبت اور رحمت رکھی۔(کنزالایمان)

شادی کی حقیقت

زندگی اگر لذّت و سرور سے خالی ہو تو نہایت ہی بے مزہ، بے رنگ اور تنگ ہو کر رہ جاتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ حکمتِ پروردگار اس بات کی متقاضی ہوئی کہ اصلِ حیات کو لذّت و شادمانی کے اسباب فراہم کیے جائیں اور اسی حکمت میں تدبّر و تفکر کرنا انسان کو اس کے مقصود و مطلوب سے آگاہ کرتا ہے اور بتاتا ہے کہ یہ لذت و سرور اس کی زندگی کا مقصد اصلی اور ہدفِ حقیقی نہیں ہے بلکہ یہ تو دوسرے مبارک مقاصد و اہداف تک رسائی کا ایک اہم وسیلہ و ذریعہ ہے۔

اسلام میں شادی سے مراد محض ایک معاشرتی رسم نہیں بلکہ یہ شادی شدہ جوڑے کی زندگی کے مختلف پہلوؤں کے لیے نہایت ہی اہمیت کی حامل ہے، لہٰذا شارع نے مختلف نواحی سے اس کی اہمیت و افادیت کو اُجاگر کیا ہے۔ چناں چہ کہیں اسے نصف دین قرار دیا جیسا کہ ''جامع صغیر'' میں صحیح سند کے ساتھ سیّدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے: ''إِذَا تَزَوَّجَ الْعَبْدُ فَقَدِ اسْتَكْمَلَ نِصفَ الدِّيْنِ فَلْيَتَّقِ اللهَ فِي النِّصْفِ الْبَاقِيْ'' ایک بندہ مؤمن جب شادی کر لیتا ہے تو اس کا نصف دین مکمل ہو جاتا ہے لہٰذا اسے چاہیے کہ نصفِ باقی میں اللہ سے ڈرے۔[1]

امام غزالی رحمہ اللہ تعالیٰ اپنی کتاب ''احیاء العلوم'' میں فرماتے ہیں: اس حدیث میں اشارہ ہے کہ نکاح کی فضیلت فساد سے محفوظ ہو جانے کی وجہ سے ہے اس لیے کہ عموماً فسادِ دین و ایمان پیٹ (بھوک) اور شرم گاہ (شہوت) کی وجہ سے لاحق ہوتا ہے لہٰذا شادی کرنے والے نے فساد کی ایک راہ (شہوت) کو بند کر دیا۔ (اور اس طرح اپنا نصف دین محفوظ کر لیا۔) اور کہیں اسے نگاہ و ستر کی حفاظت کا ذریعہ بتایا جیسا کہ بخاری و مسلم کی متفق حدیث ہے کہ سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''يَا مَعْشَرَ الشَّبَابِ مَنِ اسْتَطَاعَ مِنْكُمُ الْبَاءَةَ فَلْيَتَزَوَّجْ، فَإِنَّهُ أَغَضُّ لِلْبَصَرِ، وَأَحْصَنُ لِلْفَرْجِ، وَمَنْ لَمْ يَسْتَطِعْ فَعَلَيْهِ

---

(1) مشکاۃ المصابیح، کتاب النکاح، فصل ثالث، ۲/ ۹۳۰، رقم الحدیث: ۳۰۹۶
کنز العمال، کتاب النکاح، باب الترغیب فیه، ۱۶/ ۲۷۱، رقم الحدیث: ٤٤٤٠٣

بِالصَّوْمِ، فَإِنَّهُ لَهُ وَجَاءٌ"[۱]

یعنی، اے میری امت کے جوانو! تم میں سے جو بھی شادی کرنے پر قادر ہو وہ ضرور شادی کرلے اس لیے کہ یہ نگاہوں کے جھکی رکھنے اور ستر کی حفاظت کے لیے زیادہ معاون ومددگار ہے اور جو اس پر قادر نہ ہو تو وہ روزہ رکھے اس لیے کہ وہ معصیت کے مقابلے میں ایک ڈھال کی حیثیت رکھتا ہے۔

شرع مطہر نے جہاں بروقت شادی پر زور دیا ہے وہیں یہ بھی باور کرایا ہے کہ اس کی تمام تر محاسن وخوبیاں ایک نیک صالح اور پارسا بیوی میں مضمر ہیں لہٰذا ہمیں چاہیے کہ جب ہم نیا رشتہ تلاش کریں تو سیرت واخلاق پر خاص توجہ دیں اور اسے اوّل ترین درجہ عطا کریں، چنانچہ فخر دوعالم ﷺ کا ارشادِ گہربار ہے: "إِذَا جَاءَكُمْ مَنْ تَرْضَوْنَ دِيْنَهُ وَخُلُقَهُ فَزَوِّجُوهُ، إِلَّا تَفْعَلُوْا تَكُنْ فِتْنَةٌ فِي الأَرْضِ، وَفَسَادٌ كَبِيْرٌ۔"[۲]

ترجمہ: جب تمہارے پاس کوئی ایسا شخص رشتہ لے کر آئے جس کے دین و اخلاق سے تم راضی ہو تو اس سے شادی کردو وگرنہ تو زمین پر فتنہ اور بڑا فساد برپا ہوگا۔ ایک مقام پر فرمایا ﷺ: "الدُّنْيَا مَتَاعٌ وَخَيْرُ مَتَاعِ الدُّنْيَا الْمَرْأَةَ الصَّالِحَةُ" دنیا ایک طرح کا سرمایہ ہے اور اس کا بہترین سرمایہ پارسا بیوی ہے۔[۳]

ایک جگہ یوں فرمایا ﷺ: "مَنْ رَزَقَهُ اللهُ امْرَأَةً صَالِحَةً فَقَدْ أَعَانَهُ عَلٰى شَطْرِ

([۱])صحیح بخاری،باب قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم من استطاع منکم الباءة، ۷/ ۳

صحیح مسلم ،کتاب النکاح،باب استحباب النکاح لمن تاقت نفسہ الیہ ،۲/ ۱۰۱۸

یہ حدیث سنن ابن ماجہ ، سنن ابو داؤد ، سنن امام احمد بن حنبل ، مسند ابو داؤد طیالسی ، مصنف عبد الرزاق ، مصنف ابن ابو شیبہ،صحیح ابن حبان،سنن نسائی وغیرہ میں مذکور ہے۔

([۲])-المعجم الاوسط،۷/ ۱۳ ،رقم الحدیث: ۷۰۷٤ (باختلاف لفظ "عریض" مکان "کبیر")

یہ حدیث پاک معمولی تبدیلی کے ساتھ سنن ترمذی ، سنن ابن ماجہ ، معجم کبیر للطبرانی، سنن الکبریٰ للبیہقی وغیرہ کتب حدیث میں مندرج ہے۔

([۳])صحیح مسلم ،باب خیر متاع الدنیا المرأة الصالحة،٤/ ۱۷۸

صحیح ابن حبان،باب ذکر البیان بأن المراة الصالحة خیر متاع الدنیا،۹/ ۳٤۰،رقم الحدیث:٤۰۳۱

دِیْنِه.“

یعنی اللہ رب العزت نے جسے نیک بیوی عطا کی بلاشبہ اس کے نصف دین پر اس کی امداد فرمائی۔(۱)

حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب آیتِ کریمہ (وَالَّذِیْنَ یَکْنِزُوْنَ الذَّھَبَ الایۃ) نازل ہوئی اس وقت ہم لوگ سرکارِ مدینہ سرورِ قلب و سینہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ ایک سفر میں تھے، بعض صحابہ نے عرض کیا کہ یہ آیت سونا چاندی کے سلسلے میں نازل ہوئی ہے پس اگر ہمیں پتہ ہوتا کہ کون سا سرمایہ ہمارے لیے بہتر ہے تو ہم اسی کو اختیار کرتے (یہ سن کر) تاج دارِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”أَفْضَلُه لِسَانٌ ذَاکِرٌ، وَقَلْبٌ شَاکِرٌ، وَزَوْجَةٌ مُؤْمِنَةٌ تُعِیْنُه عَلٰی إِیْمَانِه“

یعنی، سب سے بہتر سرمایہ ذکرِ الٰہی سے تر رہنے والی زبان، شکر گزار دل، اور ایمان دار بیوی ہے جو اپنے خاوند کے ایمان پر اس کا ساتھ دے۔(۲)

ان جیسی بہت سے نُصوص ہیں جو قرآن و حدیث اور آثارِ صحابہ و تابعین میں متفرق مقامات پر پھیلی ہوئی ہیں۔ قارئین کرام! شادی کی رسومات کے تعلق سے ایک مختصر اور جامع گفتگو ”تتمہ“ کی صورت میں اس کتاب کے آخر میں کی گئی ہے آپ حضرات ضرور اس کا مطالعہ فرمائیں۔

---

(۱) المعجم الأوسط، باب من اسمه احمد، ۱/ ۲۹٤، رقم الحديث: ۹۷۲
مستدرك على الصحيحين، كتاب النكاح، ۲/ ۱۷۵، رقم الحديث: ۲٦۸۱
یہ حدیث پاک کنز العمال، مجمع الزوائد، شعب الایمان للبیھقی وغیرہ کتب میں مذکور ہے۔
(۲) سنن ترمذی، باب من سورة التوبة، ۵/ ۲۷۷، رقم الحديث: ۳۰۹٤
یہ حدیث پاک مشکاۃ المصابیح، مصابیح السنۃ وغیرہ کتب حدیث میں درج ہے۔

مقدمۂ مصنّف

تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں، ہم اسی کی حمد کرتے ہیں اور اسی سے مدد مانگتے ہیں، اسی سے بخشش کے طلب گار ہیں۔ ہم اللہ رب العزت کی پناہ مانگتے ہیں نفس کے شر اور اپنے برے اعمال سے، اللہ جسے ہدایت دے اسے کوئی گمراہ نہیں کر سکتا اور جسے گمراہ فرمادے اسے کوئی ہدایت نہیں دے سکتا۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ تنہا ہے اس کا کوئی شریک نہیں نیز میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد ﷺ اس کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔

" یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقٰتِهٖ وَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ﴿۱۰۲﴾ " [آل عمران:۳/۱۰۲]

اے ایمان والو اللہ سے ڈرو جیسا اس سے ڈرنے کا حق ہے اور ہر گز نہ مرنا مگر مسلمان۔[کنز الایمان]

" یٰٓاَیُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمُ الَّذِیْ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَّخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِیْرًا وَّنِسَآءً ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِیْ تَسَآءَلُوْنَ بِهٖ وَالْاَرْحَامَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلَیْكُمْ رَقِیْبًا ﴿۱﴾ " [سورہ نساء:۴/۱]

اے لوگو اپنے رب سے ڈرو جس نے تمہیں ایک جان سے پیدا کیا اور اسی میں سے اس کا جوڑا بنایا اور ان دونوں سے بہت سے مرد و عورت پھیلا دیئے اور اللہ سے ڈرو جس کے نام پر مانگتے ہو اور رشتوں کا لحاظ رکھو بے شک اللہ ہر وقت تمہیں دیکھ رہا ہے۔(کنز الایمان)

یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَقُوْلُوْا قَوْلًا سَدِیْدًا ﴿۷۰﴾ یُّصْلِحْ لَكُمْ اَعْمَالَكُمْ وَیَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ ؕ وَمَنْ یُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِیْمًا ﴿۷۱﴾ [سورہ احزاب:۳۳/ ۷۰-۷۱]

اے ایمان والو اللہ سے ڈرو اور سیدھی بات کہو تمہارے اعمال تمہارے لیے سنوار دے گا اور تمہارے گناہ بخش دے گا اور جو اللہ اور اس کے رسول کی فرماں برداری کرے اس نے بڑی کامیابی پائی۔(کنزالایمان)

رسول اکرم ﷺ کا ارشاد گرامی وقار ہے کہ:"فَإِنَّ أَصْدَقَ الْحَدِيثِ كِتَابُ اللهِ، وَخَيْرَ الْهَدْيِ هَدْىُ مُحَمَّدٍ صَلَّى الله عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَشَّرَ الأُمُورِ مُحْدَثَاتُهَا وَكُلَّ مُحْدَثَةٍ بِدْعَةٌ وَكُلَّ بِدْعَةٍ ضَلاَلَةٌ وَكُلَّ ضَلاَلَةٍ فِىْ النَّارِ."

سب میں سچی بات کلام الٰہی قرآن مجید کی بات ہے،اور سب طریقوں میں بہترین طریقہ حضور سرور کائنات ﷺ کا طریقہ ہے،اور کاموں میں سب سے برا کام دین میں کسی خلاف شرع شے کا ایجاد اوراس کی پیداوار ہے، اور ہر نئی خلاف شرع بات بدعت سیئہ ہے اور ہر بدعت سیئہ جہنم کی طرف لے جانے والی ہے۔[1]

---

(1)صحیح مسلم، باب تخفیف الصلاۃ و الخطبۃ،۲/ ۵۹۲،رقم الحدیث:۸٦۷
جامع صغیر، باب حرف الالف،۱/ ۱۰۰
یہ حدیث معمولی تبدیلی کے ساتھ مسند احمد بن حنبل، سنن نسائی، سنن ابن ماجہ وغیرہ کتب میں مذکور ہے۔

نکاح کی فضیلت

بلاشبہ مرد وعورت کے مابین فطری میلان تخلیق بشری کا اہم ترین تقاضا ہے۔ اس لیے کہ اللہ رب العزت نے رہتی دنیا تک اس کو زمین پر زندگی کے استمرار ودوام کا سبب بنایا ہے یہی وجہ ہے کہ یہ میلان و کشش دائمی اور غیر منتہی ہے۔ اسی وجہ سے خالقِ کائنات نے شادی کو مشروع فرمایا، اس پر ابھارا اور انبیاء و مرسلین علی نبینا و علیہم الصلاۃ والسلام کی سنت بنایا، ہمارے آقا و مولیٰ جناب محمد رسول اللہ ﷺ نے اس کو اپنی سنت قرار دیتے ہوئے فرمایا: ”مَنْ رَغِبَ عَنْ سُنَّتِي فَلَيْسَ مِنِّي“ جو میری سنت (نکاح) سے روگردانی کرے وہ میرا امتی نہیں۔ (۱)

یہی نہیں بلکہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے شادی کو ہمارے لیے نعمت قرار دیا، فرماتا ہے: ”وَمِنْ اٰيٰتِهٖٓ اَنْ خَلَقَ لَكُمْ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ اَزْوَاجًا لِّتَسْكُنُوْٓا اِلَيْهَا وَجَعَلَ بَيْنَكُمْ مَّوَدَّةً وَّرَحْمَةً ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ ۝۲۱“ [سورہ روم:۳۰/۲۱]

اور اس کی نشانیوں سے ہے کہ تمہارے لیے تمہاری ہی جنس سے جوڑے بنائے کہ ان سے آرام پاؤ اور تمہارے آپس میں محبت اور رحمت رکھی، بے شک اس میں نشانیاں ہیں دھیان کرنے والوں کے لیے۔ (کنز الایمان)

یقیناً شادی نفس اور دل کی تسکین کا ذریعہ... جسم و جگر کی راحت کا سامان... خوش حال زندگی بسر کرنے کا ایک بہترین وسیلہ ہے... ارشاد باری تعالیٰ ہے: ”لِّتَسْكُنُوْٓا اِلَيْهَا“ یعنی سکون... راحت... دلی چین... اطمینانِ نفس... راحتِ ضمیر... استقرارِ حیات... استقرارِ معاش... ”وَجَعَلَ بَيْنَكُمْ مَّوَدَّةً وَّرَحْمَةً“... اور تمہارے مابین آپس میں

---

(۱) صحیح ابن خزیمه، باب التغلیظ فی ترك سنة النبی صلی الله علیه وسلم، ۳/ ۲۵۸، رقم رقم الحدیث: ۲۰۲٤

جامع صغیر، باب ”کان“ وهی الشمائل الشریفه، ۲/ ٤۳۳، رقم الحدیث: ۷۰۳۲

محبت ورحمت پیدا فرمایا لہٰذا ازدواجی زندگی کے لیے یہ ضروری امر ہے کہ اس کی بنیاد محبت و مودّت اور شفقت ورحمت پر قائم ہو۔حضور سرورِ کائنات فخر دوعالم ﷺ نے مسلم نوجوان کو اس بات پر ابھارا کہ وہ اپنی نگاہ اور شرم گاہ کی حفاظت نکاح جیسی عظیم نعمت سے کرے اور نکاح پر قدرت نہ رکھنے والوں کو روزہ رکھنے کا درس دیا اس لیے کہ وہ شہوت کے مقابل ایک مضبوط دیوار، بہترین ڈھال اور عظیم ضامن و کفیل ہے چنانچہ صحیحین (بخاری و مسلم) میں ہے کہ حضور شافع یوم النشور ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"يَامَعْشَرَالشَّبَابِ مَنِ اسْتَطَاعَ مِنْكُمُ البَاءَةَ فَلْيَتَزَوَّجْ، فَإِنَّهُ أَغَضُّ لِلْبَصَرِ، وَأَحْصَنُ لِلْفَرْجِ، وَمَنْ لَمْ يَسْتَطِعْ فَعَلَيْهِ بِالصَّوْمِ، فَإِنَّهُ لَهُ وَجَاءٌ"(۱)

اے میری امت کے جوانو...!تم میں سے جو بھی شادی کرنے پر قادر ہو وہ ضرور شادی کرلے اس لیے کہ یہ نگاہوں کے نیچے رکھنے اور ستر کی حفاظت کے لیے زیادہ معاون و مددگار ہے۔جو اس پر قادر نہ ہو تو وہ روزہ رکھے اس لیے کہ وہ معصیت کے مقابلے میں ایک ڈھال کی حیثیت رکھتا ہے۔

قرآن وسنت میں نکاح کی حقیقت

اس اہم بحث کے متعلق امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب "احیاء العلوم" میں بہت سی اہم باتیں قلم بند کیے ہیں جس کا خلاصہ درج ذیل ہے:

اس میں ادنیٰ شک نہیں کہ نکاح دین اسلام میں معاون، شیاطین کے لیے ذلت ورسوائی کا باعث، دشمن خدا کے بالمقابل ایک مضبوط قلعہ، اور کثرت خلق کا سبب ہے جس میں آقائے نام دار نبیوں کے سردار - علیٰ نبینا و علیہم أفضل الصلوات وأکمل التسلیمات - کی فرحت وشادمانی ہے۔

---

(۱)-اس حدیث پاک کی تخریج ماسبق میں گزر چکی ہے۔

لہٰذا کیا ہی خوشی کی بات ہے کہ نکاح کے اسباب کو تلاش کیا جائے، اس کے طریقوں اور آداب کو محفوظ کر لیا جائے، اور اس کے مقاصد و اہداف کی خاطر خواہ تشریح کی جائے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے: "وَاَنْكِحُوا الْاَيَامٰى مِنْكُمْ وَالصّٰلِحِيْنَ مِنْ عِبَادِكُمْ وَاِمَآئِكُمْ ؕ اِنْ يَّكُوْنُوْا فُقَرَآءَ يُغْنِهِمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ ؕ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ﴿۳۲﴾" [سورہ نور:۲۴/۳۲]

اور نکاح کر دو اپنوں میں ان کا جو بے نکاح ہوں اور اپنے لائق بندوں اور کنیزوں کا، اگر وہ فقیر ہوں تو اللہ انہیں غنی کر دے گا اپنے فضل کے سبب، اور اللہ وسعت والا اور علم والا ہے۔(کنزالایمان)

ایک دوسرے مقام پر یوں ارشاد ہوا: "وَاِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ فَبَلَغْنَ اَجَلَهُنَّ فَلَا تَعْضُلُوْهُنَّ اَنْ يَّنْكِحْنَ اَزْوَاجَهُنَّ" [البقرۃ:۲/۲۳۲]

اور جب تم عورتوں کو طلاق دو اور ان کی میعاد پوری ہو جائے تو اے عورتوں کے والیو! انہیں نہ روکو اس سے کہ اپنے شوہروں سے نکاح کر لیں۔(کنزالایمان)

اس آیت میں نکاح سے روکنے کو منع کیا گیا ہے۔

رب کریم سبحانہ و تعالیٰ رسولانِ عظام کی مدح و ستائش میں ارشاد فرماتا ہے:"
وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلًا مِّنْ قَبْلِكَ وَجَعَلْنَا لَهُمْ اَزْوَاجًا وَّذُرِّيَّةً ؕ" [سورہ الرعد:۱۳/۳۸]

اور بے شک ہم نے تم سے پہلے رسول بھیجے اور ان کے لیے بیویاں اور بچے کیے۔(کنزالایمان)

اور پھر اللہ تبارک و تعالیٰ نے اپنے محبوب بندوں کی دعا میں اس نعمت عظمیٰ (نکاح) کی طلب کو مقام مدح و احسان میں ذکر فرمایا ہے، فرماتا ہے:"وَالَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ اَزْوَاجِنَا وَذُرِّيّٰتِنَا قُرَّةَ اَعْيُنٍ وَّاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِيْنَ اِمَامًا ﴿۷۴﴾" [الفرقان:۲۵/۷۴]

اور جو عرض کرتے ہیں اے ہمارے رب! ہمیں دے ہماری بیبیوں اور ہمارے

اولاد سے آنکھوں کی ٹھنڈک اور ہمیں پرہیز گاروں کا پیشوا بنا۔(کنزالایمان)

نبی کریم ﷺ صحیح حدیث میں فرماتے ہیں:"تَنَاكَحُوْا تَنَاسَلُوْا تُكْثِرُوْا فَإِنِّي أُبَاهِي بِكُمُ الأُمَمَ يَوْمَ القِيَامَةِ"

یعنی، شادیاں کرو اور اولاد کی کثرت کے لیے کوشاں رہو اس لیے کہ کل بروز قیامت میں تمہاری کثرت پاکر دیگر امتوں پر فخر محسوس کروں گا۔(۱)

ایک دوسری جگہ سرورِ کائنات ﷺ کا ارشاد ہے:"لٰكِنِّي أَصُومُ وَأُفْطِرُ وَأُصَلِّي وَأَرْقُدُ وَأَتَزَوَّجُ النِّسَاءَ فَمَنْ رَغِبَ عَنْ سُنَّتِي فَلَيْسَ مِنِّي"

یعنی، بے شک میں روزہ رکھتا ہوں، کھاتا پیتا ہوں، آرام کرتا ہوں اور عورتوں سے شادی کرتا ہوں لہٰذا جو میری سنّت سے روگردانی کرے وہ میرا امتی نہیں۔(۲)

اور ایک مقام پر ہادیِ کائنات ﷺ ارشاد فرماتے ہیں:"إِذَا أَتَاكُمْ مَنْ تَرْضَوْنَ دِينَهُ وَخُلُقَهُ فَزَوِّجُوهُ، إِلَّا تَفْعَلُوا تَكُنْ فِتْنَةٌ فِي الأَرْضِ، وَفَسَادٌ كَبِير"

یعنی، جب تمہارے پاس کوئی ایسا شخص رشتہ لے کر آئے جس کے دین واخلاق سے تم راضی ہو تو اس سے شادی کردو ورنہ تو زمین پر فتنہ اور بڑا فساد برپا ہوگا، اس سے پتہ چلا کہ شادی میں ترغیب کی وجہ فساد کا خوف ہے۔(۳)

---

(۱)مصنف عبد الرزاق،باب وجوب النكاح و فضله ، ٦/ ١٧٣،رقم الحديث:١٠٣٩١، (بغیر لفظ "تناسلوا" کے)۔

(۲)صحيح بخاری،باب الترغيب فی النكاح،٧/ ٢،

مسند امام احمد بن حنبل ،٤/ ٦١٧ ،رقم الحديث:١٣٥٦٨

یہ حدیث شریف صحيح مسلم ، مستخرج ابی عوانه، صحيح ابن حبان،سنن كبریٰ للبیهقی وغیرہ کتب حدیث میں موجود ہے۔

(۳)مستدرك للحاكم،كتاب النكاح،٢/ ١٧٩،رقم الحديث:٢٦٩٥

یہ حدیث شریف سنن ابن ماجه، معجم اوسط، سنن الكبریٰ للبيهقی ،سنن ترمذی، معجم كبير للطبرانی وغیرہا کتب میں مندرج ہیں۔

ایک جگہ اور حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا فرمانِ عالی شان ہے: ''اِذَامَاتَ ابْنُ آدَمَ انْقَطَعَ عَمَلُهُ إِلا مِنْ ثَلاثٍ : مِنْ صَدَقَةٍ جَارِيَةٍ ، أَوْ عِلْمٍ يُنْتَفَعُ بِهِ ، أَوْ وَلَدٍ صَالِحٍ يَدْعُو لَهُ''

یعنی، جب انسان کا وصال ہو جاتا ہے تو اس کے تمام اعمال منقطع ہو جاتے ہیں سوائے تین کے (۱)صدقۂ جاریہ (۲)علمِ نافع (۳)نیک اولاد جو اس کے لیے دعا کرے، اور یہ بات روزِ روشن کی طرح عیاں ہے کہ نیک اولاد کا حصول بغیر شادی کے ناممکن ہے۔(۱)

رہی بات آثارِ صحابہ رضوان اللہ علیہم اَجمعین کی تو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: حاجی کا حج اس وقت تک مکمل نہیں ہوتا جب تک وہ شادی نہ کرلے۔

آپ کے اس قول میں بظاہر اس بات کا احتمال نکلتا ہے کہ آپ نے شادی کو حج کی تکمیل کا آخری جُز مانا ہے لیکن حقیقت میں آپ کی مراد یہ ہے کہ انسان کا دل شادی سے پہلے غلبۂ شہوت سے پوری طرح پاک نہیں رہتا اور حج بغیر دل کی صفائی کے پورا نہیں ہوتا، یہی وجہ ہے کہ آپ اپنے بچے عکرمہ اور کریب وغیرہ کو ان کے بالغ ہونے کے بعد بلا کر فرماتے: اگر تمہیں شادی کی خواہش ہو تو میں تمہاری شادی کیے دیتا ہوں اس لیے کہ ایک بندۂ مومن جب زنا کر رہا ہوتا ہے تو ایمان اس کے دل سے کھینچ کر نکال لیا جاتا ہے۔(معاذ اللہ ربّ العالمین)

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے: میری زندگی کے صرف دس دن ہی کیوں نہ رہ جائیں تو بھی میں شادی کرنا پسند کروں گا اس لیے کہ مجھے گوارا نہیں کہ اللہ ربّ العزّت سے کنوارا ملاقات کروں۔

---

(۱)سنن ترمذی، باب فی الوقف، ۳/ ۵۳، رقم الحدیث: ۱۳۷۶
مسند احمد بن حنبل، ۳/ ۳۷۵، رقم الحدیث: ۸۸۳۱ (باختلاف لفظ ''انسان'' مکان ''ابن آدم'')
یہ حدیث پاک سنن دارمی، صحیح ابن خزیمہ، مسند ابو یعلیٰ، صحیح ابن حبان وغیرہا کتب میں مذکور ہیں۔

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کی دونوں بیویوں کا وصال طاعون کی وبا میں ہو گیا تھا اور آپ خود بھی اس وبا میں مبتلا تھے اس کے باوجود فرماتے میری شادی کر دو اس لیے کہ مجھے ناپسند ہے کہ میں رب العالمین سے کنوارا جا ملوں۔

ان آخری دونوں اثر سے پتہ چلتا ہے کہ حضرت ابن مسعود اور حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہما محض نفس کے شر سے نجات پانے کے لیے نہیں بلکہ خود نکاح ہی میں فضیلت کے قائل تھے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کثرت سے نکاح کرتے تھے اور فرماتے: میں شادی صرف اولاد کے حصول کے لیے کرتا ہوں۔

ایک صحابیِ رسول نے اپنے آپ کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کے لیے وقف کر دیا تھا اور آپ ہی کے پاس شب و روز گزارتے کہ کہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو میری ضرورت نہ پیش آ جائے، ایک دن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے دریافت کیا کہ (أَلَا تَتَزَوَّجُ؟) کیا تمہیں شادی نہیں کرنی؟؟ عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں ایک غریب آدمی ہوں میرے پاس کچھ بھی نہیں ہے اور پھر اس کی وجہ سے آپ کی خدمت سے بھی محروم ہو جاؤں گا، آقائے دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ دیر سکوت فرمایا اور پھر دوبارہ وہی سوال فرمایا، ان صحابی نے پھر وہی جواب دہرا دیا، لیکن اس مرتبہ جواب دینے کے بعد کچھ دیر سوچا اور دل ہی دل میں کہا کہ خدا کی قسم اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم جانتے ہیں کہ میری دنیوی اور اُخروی زندگی میں میرے حق میں کیا بہتر ہے اور کون سی چیز مجھے میرے ربّ سے زیادہ قریب کرنے والی ہے، اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر تیسری مرتبہ وہی سوال فرمایا تو میں رضامندی کا اظہار ضرور کر دوں گا، اللہ کے محبوب دانائے غیوب صلی اللہ علیہ وسلم نے تیسری بار وہی سوال فرمایا: ”أَلَا تَتَزَوَّجُ؟“ کیا تمہیں شادی نہیں کرنی؟؟ عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ میری شادی کر دیجیے فرمایا: ”اِذْهَبْ إِلٰى بَنِي فُلَانٍ فَقُلْ : إِنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَأْمُرُكُمْ أَنْ تُزَوِّجُوْنِي فَتَاتَكُمْ" یعنی، بنی فلاں کے پاس چلے جاؤ اور کہو کہ رسول اللہ ﷺ حکم فرماتے ہیں کہ آپ اپنی بیٹی کی شادی مجھ سے کر دیں عرض کیا حضور! میرے پاس تو کچھ بھی نہیں ہے!، لہٰذا غم خوارِ امّت ﷺ نے اپنے صحابہ کو حکم دیا کہ: "اِجْمَعُوْا لِأَخِيْكُمْ وَزْنَ نَوَاةٍ مِنْ ذَهَبٍ" اپنے اسلامی بھائی کے لیے کھجور کی گٹھلی برابر سونے کا انتظام کرو، صحابۂ کرام نے حکم کی تعمیل کرتے ہوئے سونے کا بندوبست کر دیا اور پھر انہیں لے کر اسی قوم کے پاس گئے اور شادی کر دی، پھر آپ ﷺ نے انہیں ولیمہ کرنے کا حکم دیا اور صحابہ سے کہہ کر ان کے لیے ایک بکری کا انتظام فرمادیا۔ (امام احمد نے باسناد حَسَن اس حدیث کی تخریج فرمائی ہے)[1]

مذکورہ بالا حدیث سے بھی پتہ چلتا ہے کہ فی نفسہٖ نکاح فضیلت کا حامل ہے، یہ بھی ہوسکتا ہے کہ آپ ﷺ نے ان صحابی کو حاجت مند پا کر نکاح کی رغبت دلائی ہو۔

حکایت ہے کہ پچھلی امتوں میں کوئی مرد صالح ہوا کرتا تھا جو عبادت میں اپنے زمانے والوں پر فائق و برتر تھا اس کا ذکر اس زمانے کے نبی سے کیا گیا تو فرمایا: وہ بڑا ہی اچھا اور بہترین انسان ہے سوائے اس کے کہ وہ ایک سنت کا تارک ہے۔ یہ سن کر عابد کو بڑا رنج و ملال ہوا اور نبی کی بارگاہ میں حاضر ہو کر سنت کو دریافت کیا، فرمایا تم سنت نکاح کے تارک ہو، عرض کیا میں اسے حرام نہیں جانتا لیکن میں ایک فقیر و محتاج شخص ہوں اور لوگوں کے دیے پر گزر بسر کرتا ہوں فرمایا: ٹھیک ہے تو میں اپنی بیٹی کا نکاح تم سے کیے دیتا ہوں اور نکاح کر دیا۔

حضرت بشر بن حرث رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ کو تین وجہوں سے مجھ پر فضیلت حاصل ہے۔ (۱) وہ اپنے اور دوسروں کے لیے حلال کی تلاش

---

(۱) مسند الإمام أحمد بن حنبل، مسند المدنيين، حديث ربيعة كب الأسلمى، برقم: ١٦٥٧٧، ٢٧/ ١١١-١١٣

کرتے ہیں جب کہ میں صرف اپنے لیے۔(۲)وہ شادی شدہ ہیں جب کہ میں کنوارا۔ (۳)اس لیے کہ انہیں اپنے زمانے کے تمام مسلمانوں کا امام متعین کیا گیا۔

کہا جاتا ہے کہ امام احمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنے بیٹے عبد اللہ کی ماں کی وفات کے دوسرے دن ہی شادی کر لی اور فرمایا: مجھے پسند نہیں کہ میں کنوارا ہو کر رات گزاروں۔

حضرت بشر رضی اللہ عنہ سے جب یہ کہا گیا کہ لوگ آپ کے بارے میں شادی کو لے کر طرح طرح کی باتیں کرتے ہیں اور تارک سنت گردانتے ہیں.. فرمایا کہ ان سے کہہ دو کہ وہ فرائض میں مشغولیت کے سبب سنت کی طرف متوجہ نہیں ہو سکا، اور پھر جب دوبارہ اس سلسلے میں آپ کو گھیرا گیا تو فرمایا: مجھے شادی سے صرف ایک اللہ رب العزت کا یہ فرمان روکے ہوئے ہے۔ ”وَ لَهُنَّ مِثْلُ الَّذِیْ عَلَیْهِنَّ بِالْمَعْرُوْفِ“ اور عورتوں کا بھی حق ویسا ہی ہے جیسا ان پر ہے شرع کے موافق۔(کنز الایمان)

حضرت امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ سے اس بات کا ذکر کیا گیا تو فرمایا: بشر کی مثال کہاں مل سکتی ہے!!

حضرت سفیان بن عیینہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: بیبیوں کی کثرت طلب دنیا کی نشانی نہیں ہے اس لیے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ بڑے متقی اور پرہیز گار صحابی تھے اس کے باوجود آپ کی چار بیبیاں اور سترہ باندیاں تھیں لہٰذا نکاح ایک قدیم ترین سنت اور تمام انبیائے کرام علیٰ نبینا و علیہم الصلاۃ والسلام کے اخلاق کا ایک جز ہے۔

ایک مرتبہ ایک شخص نے حضرت ابراہیم بن ادہم رحمہ اللہ سے عرض کیا کہ حضور بڑی خوشی کی بات ہے آپ نے شادی نہ کر کے اپنے آپ کو عبادت الٰہی کے لیے فارغ کر لیا فرمایا: بال بچوں کے سبب تمہاری ایک آزمائش میرے تمام کار خیر سے بہتر ہے، عرض کیا تو پھر آپ نے نکاح کیوں نہیں کیا؟ فرمایا کہ مجھے عورت میں کوئی دلچسپی نہیں

ہے اور میں نہیں چاہتا کہ کسی عورت کو دھوکہ میں رکھوں۔

اور یہ بھی کہا گیا ہے کی شادی شدہ کی فضیلت کنوارے پر ایسے ہی ہے جیسے راہ خدا میں جہاد کرنے والے کی فضیلت جہاد میں شرکت نہ کرنے والے پر۔(احیاء العلوم سے منقول ختم ہوا)[1]

شادی کے فوائد

(۱) نسلِ انسانی کا رہتی دنیا تک استمرار و بقا۔

(۲) نسب کی حفاظت و صیانت، جس کا وجود بغیر شادی کے ممکن نہیں ہے، اور اسی کی بدولت اولاد اپنے آبا و اجداد کی طرف منسوب ہو کر فرحت و شادمانی محسوس کرتے ہیں، یہی نہیں بلکہ انسانی عظمت و کرامت اور دلی چین و قرار سے بہرہ ور بھی ہوتے ہیں۔

(۳) خانوادے کو اخلاق سوزی (پارہ دری) اور ان تمام مختلف امراض سے بچانا جو زنا جیسے بدترین فعل سے پیدا ہوتے ہیں، چناں چہ حدیث شریف میں آتا ہے: ''مَا فَشَتِ الْفَاحِشَةُ فِي قَوْمٍ إِلَّا أَصَابَهُمُ اللهُ بِأَمْرَاضٍ لَمْ تَكُنْ فِي أَسْلَافِهِمْ۔''[2]

یعنی، جب بھی کسی قوم میں بے حیائی اور زناکاری عام ہوتی ہے تو اللہ تعالیٰ انہیں ایسی بیماریوں میں مبتلا فرما دیتا ہے جو ان کے آبا و اجداد میں نہ تھیں۔ (معاذ اللہ)

(۴)۔ زوجین کے لیے روحانی اور دلی سکون، خوش حال زندگی اور نفس کی راحت و اُنسیت کا حاصل کرنا .. فرمانِ الٰہی ہے: ''وَمِنْ اٰيٰتِهٖٓ اَنْ خَلَقَ لَكُمْ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ اَزْوَاجًا لِّتَسْكُنُوْٓا اِلَيْهَا وَجَعَلَ بَيْنَكُمْ مَّوَدَّةً وَّرَحْمَةً'' [الروم:۳۰/۲۱]

---

(۱) احياء علوم الدين، كتاب: آداب النكاح، باب الترغيب في النكاح، ۲/ ۲۱ تا ۲٤.

(۲) مستدرك حاكم، كتاب الفتن و الملاحم، ج: ٤، رقم الحديث: ۸٦۲۳

یہ حدیث پاک ان کلمات کے ساتھ ہمیں دستیاب نہ ہو سکی البتہ معمولی اختلاف کے ساتھ صحیح ابن حبان، مسند بزار، شعب الإیمان میں مذکور ہے۔

اور اس کی نشانیوں سے ہے کہ تمہارے لیے تمہاری ہی جنس سے جوڑے بنائے کہ ان سے آرام پاؤ اور تمہارے آپس میں محبت اور رحمت رکھی۔

(۵)۔اولاد کی پرورش وتربیت میں زوجین کا آپس میں تعاون کرنا۔

(۶)۔بچّوں پر والدین کی پرجوش شفقت وحمیت جوان کے روشن مستقبل کی ضامن ہے۔

(۷)۔شہوت کو دور کرنا، نگاہ نیچی رکھنا اور شرم گاہ کی حفاظت کرنا۔

(۸)۔زوجین میں سے ہر ایک کا دوسرے کے حقوق بجالانے کے لیے کوشاں رہنا۔

(۹)۔دونوں میں سے ہر ایک کا دوسرے کو نیک اور پارسا بنانا۔

(۱۰)۔نیک اور صالح اولاد حاصل کرکے رضائے الٰہی پانے کی کوشش کرنا۔

(۱۱)۔نسل کو بڑھا کر سرورِ کونین ﷺ کی محبت حاصل کرنا۔

(۱۲)۔نیک اولاد عطا ہونے کے بعد اس کی دعا سے برکت حاصل کرنا۔

(۱۳)۔نابالغ بچے کے انتقال ہو جانے کی صورت میں اس سے شفاعت کی تمنّا رکھنا۔

شادی کو دُشوار گزار بنانے کے بُرے نتائج

(۱)۔روئے زمین پر فتنہ اور بڑے فساد کا پیدا ہونا۔ چنانچہ نبی اکرم ﷺ کا فرمانِ عالی شان ہے: ”إِذَا جَاءَكُمْ مَنْ تَرْضَوْنَ دِيْنَهُ وَخُلُقَهُ فَزَوِّجُوهُ، إِلَّا تَفْعَلُوْا تَكُنْ فِتْنَةٌ فِي الأَرْضِ، وَفَسَادٌ كَبِيْرٌ“(۱)

یعنی، جب تمہارے پاس کوئی ایسا شخص رشتہ لے کر آئے جس کے دین واخلاق سے تم راضی ہو تو اس سے شادی کر دو وگرنہ تو زمین پر فتنہ اور بڑا فساد برپا ہو گا۔

(۲)۔جوان لڑکوں کا شادی اور اس کے اخراجات سے دور بھاگنا۔

(۳)۔جوان لڑکوں اور لڑکیوں میں نفسی اضطراب کا پیدا ہونا۔

---

(۱)-اس کی تخریج ماسبق میں گزر چکی ہے۔

(۴)۔جوان لڑکیوں کا بے پردگی اور فیشن کو اپنانا تاکہ جوان لڑکوں کی توجّہ اپنی طرف مبذول کرا سکیں۔

(۵)۔لڑکوں کا لڑکیوں کی طرف مائل ہونا اور ناجائز تعلقات کا پیدا ہونا۔

(۶)۔زنا کے اسباب کا عام ہو جانا اور پارسائی کے اسباب کا دشوار تر ہو جانا۔

(۷)۔زنا کے احوال کی کثرت، جن میں سے ایک یہ بھی ہے جسے آج کل "عرفی شادی"[۱] کے نام سے جانا جاتا ہے اس لیے کہ شادی کے اہم شروط میں سے ایک شرط ولایت کا فقدان پایا جاتا ہے، اور کبھی تو دوسری شرط اشہار (یعنی اپنی شادی کا بر سرِ عام اعلان کرنا) بھی مفقود ہوتی ہے۔ اور ان دونوں شرط کے عدمِ موجودگی میں زوجین کا آپسی مِلن زناکاری میں شمار ہو گا۔[۲]

(۸)۔اس بے پردگی کی کثرت کے سبب پابند نوجوان اور قریب البلوغ بچوں کا آزمائش میں پڑ جانا اور نگاہیں نیچی رکھنا ان کے لیے ایک مشکل اور دُشوار اَمر بن جانا جو مزید محنت و مجاہدہ کا محتاج ہو جس کے نتیجے میں عبادت کے دیگر انواع میں محنت و لگن کا ماند پڑ جانا۔

(۹)۔غصب و لوٹ مار جیسے حالات اور فسق و فجور کا کثرت سے رونما ہونا، اور خانوادہ نام کی چیز کا خاتمہ ہو جانا۔

---

(۱)۔"الزواج العرفی" (عرفی شادی) اہلِ عرب کی جدید اصطلاح میں وہ شادی ہے جو میاں بیوی کے درمیان ایجاب و قبول کے ساتھ کرائے کے دو گواہوں کی موجودگی یا غیر موجودگی میں مکمل ہوتی ہے، جس کا علم سوائے زوجین اور گواہوں کے (اگر موجود ہوں) کسی کو نہیں ہوتا، یہاں تک کہ اہلِ خانہ اور خاص دوستوں کو بھی نہیں۔ اس شادی کا حکم یہ ہے کہ اگر یہ گواہوں کی موجودگی میں انجام پائے تو درست اور صحیح ہے۔ بر تقدیر ثانی زوجین کا آپسی تعلق حرام اور اس سے پیدا ہونے والی اولاد ولد الزنا شمار ہو گی۔

(۲)۔صحتِ نکاح کے لیے مطلقًا اجازتِ ولی کی شرط بعض فقہائے غیر احناف کے نزدیک معتبر ہے، احناف کے یہاں بالغہ کے لیے ولی کی اجازت شرط نہیں۔ امام طحاوی نے "شرح معانی الآثار" میں وضاحت کے ساتھ اسے بیان کیا ہے۔

(۱۰)۔ اخلاقی انحطاط، ادب واحترام کی انتہااور راہِ حق سے انحراف کی کثرت کا جنم لینا۔
(۱۱)۔ جنسی تفکیر کی بنا پر نوجوان لڑکوں کی جسمانی اور عقلی قوّت کا پارہ پارہ ہو جانا۔
(۱۲)۔ امت مسلمہ کے نوجوان لڑکے لڑکیوں کی تباہی دراصل پوری امت کی تباہی ہے۔

شادی کے شکوک اور اندیشے

بسا اوقات بعض نوجوان شادی کے اخراجات اور اس کی دشواریوں کو دیکھ کر اس کی طرف پیش قدمی کرتے ہوئے ذرا لڑکھڑا جاتے ہیں، تو ایسے لوگوں کو اسلام اس طرف توجہ دلاتا ہے کہ اللہ ربّ العزّت اپنے فضل سے شادی کو ہی بے نیازی کا ذریعہ بنا دے گا، تمام دشواریوں کو ختم فرمادے گا، اور غیب سے ایسی قوت عطا فرمائے گا جس کی بنیاد پر وہ اسبابِ فقر اور زندگی کے ان تمام حالات پر غلبہ پانے میں کامیاب وکامران ہوتا نظر آئے گا جس کا اسے اندیشہ تھا، بلاشبہ وہ نوجوان جسے اللہ تبارک وتعالیٰ اوراس کے رسول صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے وعدے پر یقین کامل ہو تو پھر ہرگز ہرگز کوئی مادی ومالی رکاوٹیں اس کے آڑے نہیں آسکتیں، نہ ہی اجتماعی مشکلیں وپریشانیاں اور طرح طرح کی دہشتیں عقد نکاح کو پورا ہونے سے روک سکتی ہیں۔

پس پروردگار عالم کا ارشاد گرامی ہے: ” وَاَنۡكِحُوا الۡاَيَامٰى مِنۡكُمۡ وَالصّٰلِحِيۡنَ مِنۡ عِبَادِكُمۡ وَاِمَآٮِٕكُمۡ‌ؕ اِنۡ يَّكُوۡنُوۡا فُقَرَآءَ يُغۡنِهِمُ اللّٰهُ مِنۡ فَضۡلِهٖ‌ؕ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيۡمٌ‏ ﴿۳۲﴾ “ [سورہ نور: ۲۴/ ۳۲]

ترجمہ: اور نکاح کر دو اپنوں میں ان کا جو بے نکاح ہوں اور اپنے لائق بندوں اور کنیزوں کا، اگر وہ فقیر ہوں تو اللہ انہیں غنی کر دے گا اپنے فضل کے سبب، اور اللہ وسعت والا اور علم والا ہے۔ (کنز الایمان)

مذکورہ بالا آیت کریمہ میں اللہ ربّ العزّت نے شادی کرنے کا حکم فرمایا اور اپنے

فضل وکرم سے غنی کر دینے کا وعدہ بھی فرمایا۔ "وَمَنْ اَوْفٰی بِعَهْدِهٖ مِنَ اللّٰهِ" [سورہ توبہ:۹/ ۱۱۱] ـــاور کون ہے اللہ تعالیٰ سے بڑھ کر وعدہ پورا کرنے والا..ہر گز ہر گز کوئی نہیں ...۔ اوررسول اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے شادی شُدہ شخص سے امدادِ خُداوندی کا وعدہ فرمایا ہے جن کے تعلق سے قرآن کی شہادت یوں ہے:"وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى ۝۳" [سورہ نجم:۵۳/۳] ـــبلاشبہ سرور کائنات صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم اپنی طرف سے کوئی بات نہیں فرماتے بلکہ وہ تو وحی الٰہی ہوا کرتی ہے۔ چناں چہ ارشاد گرامی عالی وقار ہے "ثَلاثَةٌ حَقٌّ عَلَى اللهِ عَونُهُمْ، المُكاتِبُ الَّذِي يُرِيدُ الأَدَاءَ، وَ المُجَاهِدُ فِي سَبِيلِ اللهِ، وَالنَّاكِحُ الَّذِي يُرِيدُ العِفَافَ"

یعنی، تین حقوق ایسے ہیں جن کی امداد اللہ تعالیٰ کے ذمۂ کرم ہے: غلامِ مکاتب، راہ خدا میں جہاد کرنے والا اور عفّت و پارسائی کی طلب میں شادی کرنے والا۔[1]

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ جنہیں اللہ ورسول -جل جلالہ و صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم- کے اس وعدے پر یقین کامل حاصل تھافرماتے ہیں: "أَنْجِزُوا مَا أَمَرَكُمْ بِهِ اللهُ مِنْ أمرِ الزَّوَاجِ يُنْجِزْ لَكُمْ مَا وَعَدَكُمْ بِهِ مِنْ أمرِ الْغِنٰى" یعنی اے لوگو! تم شادی کرو جس کا حکم تمھیں پروردگار عالم نے دیا ہے اس کی بدولت اللہ رب العزت تمہیں بے نیازی عطافرمادے گا جس کا تم سے وعدہ ہے۔

جب بات مددِ الٰہی کی ہے جس کا ہم سے وعدہ ہے تو پھر ہمیں تردد واضطراب اور خوف میں پڑنے کی کیا ضرورت ہے ۔.... "وَمَا لَنَآ اَلَّا نَتَوَكَّلَ عَلَى اللّٰهِ وَقَدْ هَدٰىنَا سُبُلَنَا" اور ہمیں کیا ہوا کہ اللہ پر بھروسا نہ کریں اس نے تو ہماری راہیں ہمیں دکھادیں ... "وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُتَوَكِّلُوْنَ ۝۱۲" [سورہ ابراہیم:۱۴/۱۲] اور بھروسا کرنے والوں کو اللہ ہی پر بھروسا چاہیے...اور اس میں کوئی شک نہیں کہ وعدہ الٰہی پر

---

(۱)-سُنَن ترمذی،کتاب فضائل الجهاد ،باب ماجاء فی المجاهد و الناكح و المكاتب و عون الله اياهم ،٤/ ١٨٤ ،رقم الحديث: ١٦٥٥

یقین اور اس پر توکل اسباب کو اختیار کرنے اور ان طریقوں کو تلاش کرنے سے مانع نہیں ہے جو شادی کی تکمیل اور اس کے استمرار و دوام کا ذریعہ بنیں۔

ذمہ داران سے ایک خطاب:

اسلام اپنے بلند پایہ اصول اور پختہ منہج کی بنیاد پر نوع بشر کو ہر اس چیز کی تعلیم دیتا ہے جو اس کے دینی و دنیوی امور میں نفع بخش ہو، ہر اس چیز سے منع اور دور کرتا ہے جو اسے صراط مستقیم سے جدا اور اس کی فطرتِ سلیمہ کو فاسد کر دے۔ یہی وجہ ہے کہ اس نے تمام تر ظاہری و باطنی بُرائیوں سے روکا ہے اور اپنے افراد کو تنزلی، فساد، اور زنا میں واقع ہونے سے بچانے کے لیے چند حدود قائم کیے۔

وہ اشیاء جو فحش و فجور سے دور رہنے کی ضامن ہیں، ان میں سے بعض درج ذیل ہیں۔

۱۔ محرمات کی طرف قصداً نگاہ اُٹھانے کو حرام قرار دینا۔

۲۔ بے پردگی کو حرام اور حجاب کو فرض قرار دینا۔

۳۔ اجنبی عورت کے ساتھ خلوت صحیحہ اور بے حجابانہ اختلاط کو حرام ٹھہرانا۔

۴۔ شادی پر قدرت رکھنے والے کو اس پر ابھارنا اور نہ رکھنے والے کو روزہ رکھنے پر ابھارنا، مہر میں غلو و زیادتی نہ کرنے پر زور دینا۔

اور اب میں اسی چوتھے اور اہم ضامن کے ساتھ جسے اسلام نے مرد و عورت کے مابین خوش گوار تعلقات ہموار کرنے کے لیے وضع فرمایا ہے اپنی گفتگو کا رخ اپنے ذمہ دار بھائیوں، بہنوں، ماؤں، اور پاک دامن لڑکیوں کی طرف کرنا چاہوں گا۔

لیکن اس سے پہلے میں واضح کرتا چلوں کہ ضامن اول، اس کی اہمیت اور اس کے وسائل کے تعلق سے سیر حاصل گفتگو میں (مصنّف) نے اپنے رسالہ "عدّة الأتقیاء فی مواجهة فتنة النساء" میں کر دیا ہے، اور اسی رسالہ میں تیسرے ضامن کے بارے میں بھی گفتگو کی ہے، جبکہ ضامنِ ثانی کے تعلق سے بھی ایک علیحدہ رسالہ بنام "رسالة النُّور" تحریر کیا ہے۔ رب العالمین کی بارگاہ میں دعا ہے کہ ان تمام رسائل سے مجھے اور آپ کو نفع بخشے (آمین)۔

اور اب میں اپنے اصل موضوع کی طرف آکر باوقار والدَین کریمین سے مخاطب ہوتاہوں....

پیارے اسلامی بھائیو! اسلام نے شادی کو آسان بنانے، مہر میں غلو و زیادتی نہ کرنے، اور شادی کے اخراجات کو فضول خرچی سے بچانے پر شدید زور دیا ہے۔

کڑوی حقیقت

اس میں کوئی شک نہیں کہ آج کل شادی ایک امرِ دشوار ہو کر رہ گئی ہے جس سے چشم پوشی کرنا بالکل مناسب نہیں، اور امتِ مسلمہ کے وہ کثیر نوجوان لڑکے جو شادی پر قدرت نہیں رکھتے، اور وہ کثیر لڑکیاں جن کی شادی اب تک نہ ہو سکی، میری نظر میں ان سب کے ذمہ دار وہ ماں باپ ہیں جنھوں نے زیادتِ مہر اور شادی کے اخراجات میں فضول خرچی کو لے کر تشدّد و تعنّت کے موقف کو اپنایا گویا کہ وہ چاہتے ہیں کہ شادی اپنے اولِ ایّام سے ہی ایک ایسے میلے کی شکل اختیار کر لے جس میں فیکٹریوں سے نکلا ہوا سب سے نفیس اور جدید ترین سامان پیش کیا گیا ہو۔

نوجوان طبقہ کی مصیبت و پریشانی:

یقیناً آج کا نوجوان اپنی عمر کے خوب صورت لمحات اور جوانی کے بہترین ایام شادی کے اخراجات جمع کرنے میں لگا دیتا ہے اور پھر جب وہ اللہ کے فضل واحسان سے قدرے مال جمع کر کے شادی کے لیے آگے بڑھتا ہے تو افسوس اس وقت وہ اپنی عمر کے ۳۵؍ سال تجاوز کر چکا ہوتا ہے۔ ”اِنّا للہ و اِنّا اِلیہ رٰجِعُون“

جوان لڑکی ایک دردو اُمید:

بلاشبہ ایک جوان لڑکی اپنے میکے میں مال و دولت اور جاہ و حشمت کی اتنی حریص نہیں ہوتی جتنی کہ وہ ایک پاکیزہ اور متقی شوہر کی متلاشی ہوتی ہے جو اس کی عزت بچائے، ستر کی حفاظت کرے، عُیوب کی پردہ پوشی کرے اور اس کے حق میں اللہ تعالیٰ سے ڈرے۔

دین میں جبر نہیں:

اے پدر بزرگوار! جب اللہ ربّ العزّت نے تجھے مال و دولت سے نوزا اور تیری نظر کسی نیک اور پاکیزہ نوجوان پر پڑی تو کون سی شے تجھے اس کے پاس اپنی بیٹی کا رشتہ لے جانے سے روکتی ہے؟ تو فاروقِ اُمت سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے زیادہ حیا کا پیکر ہے جو اپنی بیٹی حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کا رشتہ لے کر ایک **جلیل القدر** اور نہایت پرہیز گار صحابی کے پاس گئے؟ لہٰذا جب کبھی اللہ سبحانہ وتعالیٰ تجھے دولت و ثروت عطا فرمائے اور تیری نظر کسی نیک صالح مرد پر پڑے تو شرمانا نہیں بلکہ اس کے پاس جانا اور کہنا: (اے میرے بیٹے! کیا تمہیں کسی ایسی شریک حیات کی تلاش ہے جو اللہ سے ڈرتی ہو؟ کیا کسی ایسی ہم سفر زندگی کی طلب ہے جو فرائض و واجبات کی پابند ہو؟ کیا کسی ایسی رفیقِ حیات کی چاہت ہے جو تمہاری عزت و آبرو کی لاج رکھے؟) اور اس طرح اس سے اپنی لڑکی کا رشتہ پیش کر دینا۔

رُوگردانی.. فتنہ.. اور فسادِ عظیم:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں: ’’اِذَا جَاءَكُمْ مَنْ تَرْضَوْنَ دِينَهُ وَخُلُقَهُ فَزَوِّجُوهُ إِلَّا تَفْعَلُوا تَكُنْ فِتْنَةٌ فِي الأَرْضِ وَ فَسَادٌ كَبِيرٌ‘‘(۱)

یعنی، جب تمہارے پاس کوئی ایسا شخص رشتہ لے کر آئے جس کے دین واخلاق سے تم راضی ہو تو اس سے شادی کر دو ورنہ زمین پر فتنہ اور بڑا فساد برپا ہو گا۔ (سنن ترمذی، ابن ماجہ، حاکم) خدا کی قسم اس دن ہی فتنہ اور فساد عظیم واقع ہو گیا جس دن باپ اپنی بیٹی کا ہاتھ مانگنے آنے والے سے کچھ یوں مخاطب ہوتا ہے... تمہاری وقعت کیا ہے؟... تمہاری قیمت کیا ہے؟... تم ڈیوٹی کیا کرتے ہو؟... تمہارے پاس پراپرٹی کتنی ہے؟... تم کتنا مہر ادا کر سکتے ہو؟... یہ نہیں کہ... تم کون ہو؟... تمہارا دین کیا ہے؟... قرآن سے تمہارا لگاؤ کس قدر ہے؟... یہ نہیں کہ اللہ تبارک وتعالیٰ سے تمہارا ربط کس درجے کا ہے؟... نہیں

(۱)- اس حدیث پاک کی تخریج ما سبق میں گزر چکی ہے۔

بالکل نہیں ان سوالوں کا تو اب وجود ہی باقی نہ رہا...بلکہ ایک نوجوان رشتہ کرنے کے لیے اس لیے آگے بڑھتا ہے تاکہ اس سے یہ پوچھا جائے کہ ...(مال و دولت کے اعتبار سے) تمہاری حیثیت اورتمہاری قیمت کیا ہے؟(دنیاوی ساز و سامان کے اعتبار سے) تمہاری قیمت و دام کیا ہے؟(دنیائے فانی کے اعتبار سے) تمہاری قدر و وقعت کیا ہے؟

عزیزانِ گرامی! افسوس کہ دین داری اور پرہیز گاری کے متعلق سوال تو معدوم ہو کر رہ گیا ہے گویا کہ ایک باپ اپنی لختِ جگر نورِ نظر کا سودا اس شخص سے کیے دے رہا ہے جو اس کی زیادہ قیمت ادا کرے بغیر اس بات کی پرواہ کیے کہ آیا وہ شخص اس کو تحفظ عطا کرے گا بھی یا نہیں!!۔

سامان... قیمت... اور قربان کی جانے والی شہزادی:

اے پدرِ محترم اور معزز ماں! جس نے بھی تیری بیٹی کا ہاتھ اپنے مال کے بدلے تھاما... قسم ہے اس ذات کی جس کے سوا کوئی معبود نہیں...وہ تیری بیٹی کے ساتھ ایسے پیش آئے گا جیسے کسی دینار و درہم کو دیکھ رہا ہو... اور پھر جب اس سے اپنی خواہش پوری کر لے گا تو اس کے نزدیک اس کی قیمت اس حقیر و کمتر سامان سے مختلف نہیں ہو گی جسے اپنے پیسوں سے خریدا ہو... اور بسا اوقات اپنی دولت مندی کو لے کر اس پر احسان بھی جتلائے گا۔

میزانِ اختیار:

اسلاف میں سے کسی نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا:(اے حسن!میری ایک بیٹی ہے، کس کے ساتھ اس کا عقد کرنا مناسب ہو گا؟) ارشاد فرمایا: کسی متقی و پرہیز گار کے ساتھ.... اس لیے کہ اگر وہ اس سے محبت کرے گا تو اسے عزت و احترام سے رکھے گا اور اگر اسے ناپسند کرے گا تو اس پر ظلم وستم نہیں ڈھائے گا،.. اور پھر یہ حدیث پڑھی: ”اِذَا جاءَكُمْ مَنْ تَرْضَوْنَ دِينَهُ وَخُلُقَهُ فَزَوِّجُوهُ ...“

بُری عادتیں:

ابنِ قیم نے کیا ہی خوب کہا ہے :''مَا عَادَی الرُّسُلُ اِلَّا الْعَادَاتِ''یعنی عادات اور بُرے رسم ورواج ہی انبیاء کرام کی راہِ تبلیغ میں پتھر بن کر حائل ہوئیں ...''

اِنَّا وَجَدْنَآ اٰبَآءَنَا عَلٰٓى اُمَّةٍ وَّاِنَّا عَلٰٓى اٰثٰرِهِمْ مُّقْتَدُوْنَ ﴿۲۳﴾''[الزخرف:۴۳/۲۳]

ہم نے اپنے باپ دادا کو ایک دین پر پایا اور ہم ان کی لکیر کے پیچھے ہیں۔ (کنزالایمان)

ایسے ہی جب سے ہم نے ہوش سنبھالا باپ دادا کو یہ کرتے ہوئے پایا... یہ لڑکی بنتِ فلاں کی طرف نظر کرتی ہے کہ اسے اتنا اتنا مہر دیا گیا اور یہ سامان جہیز میں ملا اور کہتی ہے (بھلا میں اس سے کسی چیز میں کم ہوں کیا!!) اور یہ لڑکا ابنِ فلاں کو دیکھتا ہے کہ اس نے اتنا اتنا مہر ادا کیا۔

ان تمام بے بنیاد عادات و رسومات کے درمیان بے چارہ یہ نوجوان حیران و ششدر، بے چین و مضطرب کھڑا ہے، اور یہ لاچار و مجبور شہزادی اپنے حالِ زار پر اللہ تعالیٰ سے شکوہ وگلا کر رہی ہے.... خدا کی قسم! اگر ہماری بچیاں باحیا نہ ہوتیں تو وہ ہمارے سامنے چیختیں چلّاتیں اور پکار کر کہتیں (ہم پر رحم کرو ہم عاجز آچکے ہیں... ہم پر ترس کھاؤ ہم کمزور ہیں... اور ہمارے عُیوب کی پردہ پوشی کرو) آخر بیٹی کیا کرے گی اپنے باپ کی دولت مندی سے...!! بیٹی کا کیا فائدہ ہوگا اس کی ماں کی ثروت مندی سے!! کیا تم یہ چاہتے ہو کہ تمہاری شہزادی اپنی ساری عمر تمہارے گھر اور بستر میں گزار دے!! ربِّ کعبہ کی قسم! اس کے لیے اس کو نہیں پیدا کیا گیا... بلکہ اس کا وجود تو اس لیے ہوا ہے کہ اللہ اور اس کے رسول -جلّ جلالُہ و صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم- کی اطاعت و فرماں برداری کرتے ہوئے اپنے خاوند کے گھر میں زندگی بسر کرے تاکہ ساری دنیا میں دیگر امتوں پر اپنی نسل کی بدولت رشک محسوس کرے جس کی تربیت قرآن وحدیث کی روشنی میں کی گئی ہے۔

سب سے زیادہ برکت والا نکاح:

ایک حدیث پاک میں آتا ہے جسے امام احمد اور ابن حبان نے روایت کیا اور اس کو حدیث حَسَن (حدیث کی ایک قسم) گردانا۔ سرورِ کائنات صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا: ”إِنَّ أَعْظَمَ النِّكَاحِ بَرَكَةً، أَيْسَرُهُ مُؤْنَةً“

یعنی، یقیناً سب سے بڑھ کر خیر و برکت والا نکاح وہ ہے جس میں خرچ کم سے کم آیا ہو۔[1]

نوجوانانِ امت پر رحم کرو اللہ جلّ شانہ تم پر رحم فرمائے گا... اہلِ زمین پر رحم کھاؤ آسمان والا تم پر اپنے کرم کا سایہ فرمائے گا... نوجوان لڑکے لڑکیوں کے لیے شادی کو آسان بنا دو اور جہاں تک ممکن ہو اس میں تخفیف پیدا کر دو۔ یہ تمام تعلیمات ہمارے دینِ اسلام کی جانب سے ہمیں عطا ہوئی ہیں اور یہ آسانیاں ہمارے آقا سرورِ کونین صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی عطا کردہ ہیں ... کیا تمھیں خبر نہیں کہ رسول اعظم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ایک شخص کی شادی کچھ قرآن (جو اسے یاد تھا) کے عوض فرما دی!!.. چنانچہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب صحیح بخاری میں باب کا عنوان یوں باندھا (باب التزویج بالقرآن و بغیر صداق) یعنی قرآن کے عوض اور بغیر مہر باندھے شادی کرنے کا باب اور سہل بن سعد رضی اللہ عنہ کی حدیث کو روایت فرمایا کہ ایک عورت سرکارِ مدینہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی بارگاہ میں حاضر ہو کر عرض کرتی ہے: یا رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم! میں نے خود کو آپ کے لیے وقف کر دیا (یہ خصوصیت صرف اور صرف نبی اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو حاصل ہے اور کسی کو نہیں) اور پھر جب اس عورت کو وہیں کھڑے کافی دیر ہو گئی تو ایک صحابی نے عرض کیا: یا رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم! اگر آپ کو اس عورت کی ضرورت نہ ہو تو اس کا عقد نکاح میرے ساتھ فرما دیجیے... تو سرکار دو عالم

---

(1) مسند أحمد بن حنبل، ٨/ ١٢٧، رقم الحديث: ٢٥٠٣٤

مسند أبي داؤد طيالسي، ٣/ ٤٦، رقم الحديث: ١٥٣٠

صاحبِ کتاب اس حدیث کو حدیث حَسَن کہا ہے مگر ہمیں دستیاب نہ ہوا اسی طرح انھوں نے ابن حبان کا بھی حوالہ نقل کیا ہے مگر ہمیں دستیاب نہ ہوا۔

صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا: کیا تمہارے پاس کوئی چیز ہے جس سے تم اس کا مہر ادا کرسکو؟ عرض کیا: نہیں حضور! میرے پاس تو سوائے اس ازار کے کچھ بھی نہیں ہے.. آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا: اگر تم نے اس ازار کو دے دیا تو تمہارے پاس پہننے کے لیے کچھ نہ رہے گا لہٰذا کوئی ایسی چیز ڈھونڈ کر لاؤ جسے تم دے سکو وہ صحابی تلاش کے لیے نکلے لیکن کچھ نہ پاکر پھر خالی ہاتھ لوٹ آئے تو تاجدارِ کائنات صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ان سے فرمایا: ڈھونڈو اگرچہ لوہے کی انگوٹھی ہی کیوں نہ ہو عرض کیا: حضور! بہت تلاش کیا مگر کچھ ہاتھ نہ آیا۔

یہ سن کر محبوبِ پروردگار ہم امتیوں کے غم گُسار صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے دریافت فرمایا: کیا تمہیں تھوڑا بہت قرآن یاد ہے؟ عرض کیا: جی... ہاں.. مجھے فلاں فلاں سورتیں یاد ہیں۔

اتنا سننا تھا کہ مُحسنِ کائنات صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: تو پھر جاؤ میں نے اسی قرآن کے عوض تمہارا نکاح اس عورت سے کر دیا...ہاں ہاں... جاؤ میں نے اسی قرآن کے عوض تمہارا نکاح اس عورت سے کر دیا۔ (۱)

ماشاء اللہ... یہ ہے ہمارا دین... اور یہ ہے ہمارے آقا و مولا صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا بے مثال اخلاق... اے بندگانِ خدا! یہ آسانی کی تعلیم ہے... یہ تخفیف کا درس ہے.. یقیناً ایک نیک عورت کا سوائے اس کے اور کوئی شیوہ نہیں کہ وہ ایک متقی و پرہیز گار خاوند کے ساتھ

---

(۱) رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے اس شخص سے فرمایا کہ تم کو جو قرآن مجید یاد ہو اس کے سبب میں نے تمہارا اس سے نکاح کر دیا۔

امام نووی شافعی لکھتے ہیں: اس حدیث میں اس کی دلیل ہے کہ تعلیم قرآن کو مہر بنانا درست ہے اور قرآن مجید کی تعلیم پر اجرت لینا صحیح ہے۔ یہ دونوں امور امام شافعی اور امام مالک کے نزدیک جائز اور قاضی عیاض مالکی لکھتے ہیں کہ تعلیم قرآن پر اجرت لینا امام ابو حنیفہ کے علاوہ تمام فقہاء کے نزدیک صحیح ہے۔

(شرح مسلم، ۱/۴۵۸، مطبوعہ: نور محمد کتب خانہ، کراچی)

امام طحاوی نے فرمایا کہ رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے تعلیم قرآن کو مہر نہیں بنایا بلکہ اس سبب سے اس کا نکاح اس عورت سے کیا کہ اس کو قرآن یاد تھا اور یہ اسلام کی علامت ہے۔

یہاں "با" عوض کی نہیں بلکہ سببیت کی ہے اور علامہ عینی نے فرمایا کہ اگر "با" عوض کی ہو پھر بھی احناف کو مضر نہیں ہے کیونکہ اس صورت میں تعلیم قرآن کو مہر قرار دینا رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی خصوصیت پر محمول ہو گا۔

زندگی بسر کرے جو اس کے حق میں اللہ تعالیٰ سے ڈرے، اطاعتِ الٰہی پر اس کی مدد کرے اور رضائے الٰہی حاصل کرنے کے لیے دونوں ہی ایک دوسرے کا بھرپور تعاون کریں۔

خوفناک شادی کا ایک منظر:

یہ واقعہ کسی اور کا نہیں بلکہ ایک نہایت مشہور جلیل القدر تابعی سیدنا سعید بن مسیّب رضی اللہ عنہ کی صاحب زادی کی شادی کا واقعہ ہے جنھوں نے بڑے بڑے اجلّہ صحابہ کرام کا زمانہ پایا...تو بات کچھ اس طرح ہے کہ سیدنا سعید بن مسیّب کی ایک نورِ نظر تھی جس کے لیے خلیفۂ وقت عبد الملک بن مروان نے اپنے بیٹے ولید بن عبد الملک کا رشتہ بھیجا، یہ تو بڑی عظمت و شوکت کی بات تھی.. عموماً لوگوں کی تو یہ خواہش ہوا کرتی ہے لیکن جس کا دل ایمان سے معمور ہو، اور جس کے جسم کا ہر حصہ تقویٰ سے لبریز ہو اس کی تمنّا یہ ہوتی ہے کہ اس کی لختِ جگر نورِ نظر کسی مردِ صالح کے نکاح میں جائے اگرچہ دنیاوی ساز و سامان کا ادنیٰ حصہ بھی اس کی ملکیت میں نہ ہو لہٰذا سیدنا سعید بن مسیّب نے اس رشتہ کو ٹھکرا دیا اور قبول نہیں فرمایا جس کے نتیجے میں عبد الملک بن مروان نے ٹھنڈی میں ان پر سو کوڑے لگوائے اور اس رشتے کو ٹھکرا کر آپ نے اپنی صاحب زادی کا ہاتھ اپنے ہی حلقۂ درس میں بیٹھنے والے ایک فقیر اور متواضع طالب علم کے ہاتھ میں دے دیا صرف اس لیے کہ اس کے اندر تقویٰ و پرہیز گاری، صلاح و فلاح کو موجزن پایا، آپ نے اپنی نورِ نظر کو حضرت کثیر بن ابی وداعہ رحمۃ اللہ علیہ کے نکاح میں دے دیا۔یہی کثیر بن ابی وداعہ خود فرماتے ہیں کہ: جب میری پہلی بیوی کا وصال ہوا اور ابھی چند ہی دن گزرے تھے کہ سیدنا سعید بن مسیب نے مجھ سے دریافت کیا کہ کیا تم نے کسی دوسری عورت سے نکاح کر لیا؟.. عرض کیا: اے ابا محمد! اللہ تعالیٰ آپ پر رحم فرمائے اب کون مجھ سے شادی کرے گا جب کہ میرے پاس سوائے ایک یا دو درہم کے کچھ

بھی نہیں!!(ایک دوسری روایت میں ہے) کہ سوائے دو یا تین درہم کے کچھ بھی نہیں آپ نے فرمایا اگر کوئی اعتراض نہ ہو تو میں تمہاری شادی کیے دیتا ہوں۔عرض کیا: کیا سچ میں آپ ایسا کریں گے ؟؟(راوی) کہتے ہیں کہ یہ سن کر سیدنا سعید وہیں اپنی جگہ پر کھڑے ہوئے اور خطبہ نکاح پڑھا اور دو درہم مہر کے عوض اپنی بیٹی کا نکاح مجھ سے کر دیا۔حضرت کثیر فرماتے ہیں: پھر میں وہاں سے اٹھ کر چل دیا اور حال یہ تھا کہ میں مارے خوشی کے پھولے نہیں سما رہا تھا!! پھر نماز مغرب ادا کر کے گھر واپس آ گیا اور اتفاق سے اس دن میرا روزہ تھا چناں چہ جب میں نے عشائیہ (رات کا کھانا) کا جائزہ لیا تو صرف ایک روٹی اور تھوڑا سا تیل پایا اب میں سوچ میں پڑ گیا کہ کس سے قرض لیا جائے؟اسی عالم میں دروازے پر دستک کی آواز سنائی دی، میں نے پوچھا کون ؟ آواز آئی:(سعید) تو میرا ذہن سوائے سعید بن مسیّب کے ہر اس شخص کی طرف گیا جس کا نام سعید ہو اس لیے کہ انہیں چالیس سال سے ان کی مسجد اور گھر کے علاوہ کہیں نہیں دیکھا گیا تھا لیکن جب میں نے دروازہ کھولا تو یہ دیکھ کر دنگ رہ گیا کہ وہ کوئی اور نہیں بلکہ سعید بن مسیّب ہی تھے۔

میں نے عرض کیا کہ:اے ابا محمد! آپ کو زحمت فرمانے کی کیا ضرورت تھی کسی سے بلاوا بھیج دیا ہوتا میں خود خدمت میں حاضر ہو جاتا۔

فرمایا: نہیں نہیں، بلکہ تم زیادہ مستحق ہو کہ تمہارے پاس خود آیا جائے.. مزید فرمایا: میں نے سوچا کہ تم گھر میں اکیلے ہو حالاں کہ میں اپنی بیٹی تم سے بیاہ چکا ہوں لہٰذا میرے ضمیر نے یہ گوارا نہ کیا کہ تم تنہا رات گزارو۔

اور پھر دیکھتا ہوں کہ آپ اپنی بیٹی کو ساتھ لائے ہیں جو آپ کے پیچھے بالکل سیدھ میں کھڑی ہیں چنانچہ آپ نے بلا تاخیر ان شہزادی کا ہاتھ پکڑ کر میرے گھر میں داخل کر دیا اور پھر دروازہ بند کر کے لوٹ گئے۔ حضرت کثیر فرماتے ہیں کہ شہزادی مارے شرم کے زمین پر گر پڑیں.. تو مجھے خوف لاحق ہوا کہ کہیں ان کی نظر روٹی اور

تیل پر نہ پڑ جائے لہٰذا میں نے ان دونوں چیزوں کو چراغ کے پیچھے کر دیا تا کہ ابتدا ہی میں معیشت کو لے کر انھیں کوئی صدمہ نہ پہنچے، اور پھر اپنے چھت پر چڑھ کر میں نے آواز لگائی تو پڑوسی حضرات میں سے ایک کی بیوی میرے گھر داخل ہوئی تا کہ شہزادی کو انسیت حاصل ہو اور پھر تھوڑی دیر میں میری والدہ بھی آ پہنچیں اور مجھے حکم دیا کہ تین دن تک میں ان سے قربت نہ کروں، لہٰذا میں تین دن تک ان سے قریب نہ ہوا یہاں تک کہ ان لوگوں نے انھیں بنا سنوار کے تیار کر دیا اور پھر میں ان کے قریب گیا تو کیا دیکھتا ہوں کہ وہ نہایت ہی حسین و خوب صورت، قرآن و حدیث کی خوب جان کار اور حافظ، اور شوہر کے حق کو اچھے سے پہچاننے والی ہیں!!..اور پھر پورا ایک مہینہ میں نے ان کے ساتھ گزارا، اس کے بعد سیدنا سعید بن مسیب کی مجلس میں شرکت کے لیے گھر سے نکلا اور مجلس ختم ہونے کے بعد حضرت سعید میرے پاس آئے اور فرمایا: تمہاری شریکِ حیات کا کیا حال ہے؟

میں نے عرض کیا: بہتر ہے حضور! آپ نے فرمایا: یہ بیس ہزار درہم لے لو اس سے تمہاری معیشت آسان ہو جائے گی... اور پھر وہ پیسے لے کر حضرت کثیر اپنے گھر لوٹ آئے۔ اس عظیم و بے نظیر منظر کی تعبیر ہم کن الفاظ میں کریں!! ہاں اتنا ضرور کہیں گے کہ یہ اسلام کی صحیح سمجھ کا ہی نتیجہ تھا۔ اللہ ہی کے لیے حمد و ثناء ہے کہ ہمیں دینِ اسلام جیسی عظیم نعمت عطا فرمائی اور یہ نعمت ہمارے لیے بہت کافی ہے۔

رب تبارک و تعالیٰ قائل پر اپنی بے شمار رحمتیں نازل فرمائے۔

رَغِيفُ خُبْزٍ وَاحِدٍ تَأْكُلُهُ فِي زَاوِيَة
وَكُوزُ مَاءٍ بَارِدٍ تَشْرَبُهُ مِنْ صَافِيَة
وَغُرفَةٌ نَظِيفَةٌ نَفْسُكَ فِيهَا هَانِيَة
وَزَوجَةٌ مُطِيعَةٌ عَينُكَ عَنهَا رَاضِيَة

وَ طِفۡلَۃٌ جَمِیۡلَۃٌ مَحۡفُوۡفَۃٌ بِالۡعَافِیَۃ

وَاخۡتَارَكَ اللّٰہُ لَہٗ حَتّٰی تَکُوۡنَ دَاعِیَۃ

خَیۡرٌ مِّنَ الدُّنۡیَا وَمَا فِیۡھَا وَھِیَ لَعَمۡرِیۡ کَافِیَۃ

یعنی، اپنے گھر کے کسی حصے میں کھانے کے لیے ایک روٹی، پینے کے لیے صاف و شفّاف ایک پیالہ پانی، صاف ستھرا ایک کمرہ جس میں تجھے سکون حاصل ہو، نیک و فرماں بردار بیوی جسے دیکھ کر تجھے مسرّت ملے، ایک حسین بچّی صحت و عافیت والی، مزید بر آں خالقِ کائنات جلّ جلالہ کا تجھے اپنے لیے پسند فرما کر داعیِ اسلام بنا دینا، تیرے لیے دنیا اور اس میں پائی جانے والی تمام چیزوں سے بہتر ہے اور بخدا یہی تیری حیات کے لیے کافی و وافی ہے۔

پیارے اسلامی بھائیو! بلا شبہ یہی ہمارا دین ہے، یہی دین اسلام کی تعلیمات ہیں... آسانیاں پیدا کرو دشواریاں نہیں... خوشیاں پھیلاؤ نفرتیں نہیں۔

شریکِ حیات کا انتخاب:

محبوب پروردگار صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا ارشاد گرامی وقار ہے: "تُنْكَحُ الْمَرْأَة لِأَرْبَعٍ: لِمَالِهَا ،وَجَمَالِهَا،وَنَسَبِهَا ، وَدِينِهَا ، فَاظْفَرْ بِذَاتِ الدِّينِ تَرِبَتْ يَدَاكَ" عموماً عورت چار خصلتوں کی بدولت نکاح میں آتی ہے: مال و دولت کی بنا پر، حُسن و جمال کی بنا پر حسب و نسب کی بنا پر اور دین و اخلاق کی بنا پر لہٰذا تو دین دار و اخلاق مند عورت کو اختیار کر کے کامیابی کی ضمانت لے لے وگرنہ تو تباہی و بربادی کے دہانے پر جا گرے گا۔[1]

ایک دوسرے مقام پر سرورِ کونین صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا ارشاد گہر بار ہے: "إِنَّ اللهَ

(1) صحیح بخاری، باب الأكفاء في الدين، ۷/ ۷ ۔ الفاظ کی معمولی تقدیم و تاخیر کے ساتھ۔

صحیح مسلم، باب استحباب نكاح ذات الدين، ج: ۲ ، رقم الحديث: ١٤٦٦

یہ حدیث پاک سنن ابن ماجہ، سنن ابی داود، سنن کبریٰ للنسائی، مسند ابی یعلیٰ، مستخرج ابی عوانہ، سنن دار قطنی، مسند احمد وغیرہ کُتُب حدیث میں مذکور ہے۔

عَزَّوَجَلَّ لَا يَنْظُرُ إِلَى صُوَرِكُمْ وَأَمْوَالِكُمْ ، وَإِنَّمَا يَنْظُرُ إِلَى قُلُوبِكُمْ وَأَعْمَالِكُمْ" اللہ ربّ العزّت تمہاری ظاہری صورت واموال کی طرف نظر نہیں فرماتا بلکہ وہ تو تمہارے دل واعمال کو دیکھتا ہے۔(۱)

لہٰذا معلوم ہوا کہ زوجہ کے اختیار کرنے کا اصل معیار دین ہے اور جیسا کہ ہم اوپر ذکر کر چکے ہیں کہ دین کا مطلب دین کی صحیح سمجھ اور اس کے احکام و آداب کو عملی جامہ پہنانا ہے، اور جب بھی خصلتِ دین کے ساتھ کسی دوسری خصلت کا اضافہ ہو تو اور بھی بہتر و افضل ہے۔

ایک شبہ کا ازالہ:

کوئی نوجوان یہ کہہ سکتا ہے کہ میں بے پردہ خاتون سے شادی کرکے اسے پردہ نشین بنانا چاہتا ہوں لہٰذا میں اس نوجوان سے کہنا چاہوں گا:

اولاً: تو اس قول سے اپنے نبی سرورِ کونین ﷺ کے حکم کی مخالفت کر رہا ہے.. فرمانِ عالی شان ہے:"فَاظْفَرْ بِذَاتِ الدِّيْنِ تَرِبَتْ يَدَاكَ"

(لہٰذا تو دین دار و اخلاق مند عورت کو اختیار کر کے کامیابی کی ضمانت لے لے ورنہ تو تباہی و بربادی کے دہانے پر جا گرے گا۔)

ثانیاً: اس عورت کی اصلاح کرنے میں تجھے بڑی مشکلات کا سامنا کرنا پڑے گا اور اس میں کوئی شبہ نہیں کہ بغیر خدائے وحدہ لاشریک کے چاہے تو اسے ہدایت بھی نہیں دے سکتا لہٰذا بہت ممکن ہے کہ تو اپنے مقصد میں کامیاب نہ ہو پائے.. فرمانِ رب ذو الجلال ہے:" فَلْيَحْذَرِ الَّذِيْنَ يُخَالِفُوْنَ عَنْ اَمْرِهٖٓ اَنْ تُصِيْبَهُمْ فِتْنَةٌ اَوْ يُصِيْبَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ○"[سورہ نور:۶۳/۲۴] —تو ڈریں وہ جو رسول کے حکم کے خلاف کرتے ہیں کہ انھیں کوئی فتنہ پہنچے یا ان پر دردناک عذاب پڑے۔(کنزالایمان)

---

(۱)صحیح مسلم،باب تحریم ظلم المسلم وخذله واحتقاره،٤/ ١٩٨٧

ثالثاً: اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ معاذ اللہ وہ خود تجھے راہِ خدا سے دور کر دے۔ لہٰذا دین دار و با اخلاق خاتون کے اختیار کرنے ہی میں تیرے لیے بھلائی ہے۔

(۲)۔ انتخاب کی بنیادی چیزوں میں سے اصل و شرف بھی ہے لہٰذا ایسے گھرانے کا انتخاب کرے جو بھلائی، حسن اخلاق اور عزت و وقار والا ہو اس لیے کہ عوام کی مثال کان (معدنیات نکلنے کی جگہ) کی سی ہے۔

(۳)۔ وراثتی امراض سے نسل کو محفوظ رکھنے، اجتماعی تعلقات کو بڑھانے اور گھریلو معلومات کو فروغ دینے کے لیے اجنبی رشتے کی تلاش۔

(۴)۔ ازدواجی محبت میں اضافہ کے لیے نو عمر باکرہ لڑکی کا انتخاب اس لیے کہ باکرہ لڑکیاں باتوں میں زیادہ میٹھی، رحم کی زیادہ مضبوط، کم مکر کرنے والی اور معمولی چیزوں پر راضی رہنے والی ہوتی ہیں۔ چنانچہ صحیحین میں آتا ہے "هَلَّابِكراً تُلَاعِبُهَا وَتُلَاعِبُكَ" باکرہ عورت کا انتخاب کیوں نہ کیا! کہ تم اس سے ملاعبت کرتے اور وہ تم سے۔"[1]

یہ بات تاج دار انبیاء ﷺ نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے اس وقت فرمائی جب انھوں نے کسی ثیبہ سے شادی کر لیا لیکن پھر آپ ﷺ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کو اسی پر ثابت رہنے دیا چوں کہ انہیں ضرورت تھی کہ کوئی عورت ان کی چھوٹی بہنوں کی دیکھ ریکھ اور ان کی تربیت کرے۔

(۵) زیادہ بچہ جننے والی عورت کا انتخاب .. چنانچہ ابو داؤد کی روایت میں آتا ہے: "تَزَوَّجُوا الوَدُودَ الوَلُودَ فَإِنِّي مُكَاثِرٌ بِكُمُ الأُمَمَ" زیادہ محبتی اور زیادہ بچہ جننے والی عورت سے نکاح کرو اس لیے کہ میں قیامت کے دن تمہاری کثرت سے دیگر

---

(۱) صحیح بخاری، باب استیذان الرجل الامام، ۴/ ۵۲
صحیح مسلم، باب استحباب نکاح البکر، ۲/ ۱۰۸۷

امتوں پر فخر محسوس کروں گا۔[1]

زیادہ بچے جننے والی عورت کی معرفت اس طرح ہو سکتی ہے کہ اس کا جسم ان تمام امراض سے محفوظ ہو جو استقرارِ حمل سے مانع ہوں ساتھ ہی اس کی ماں اور شادی شدہ بہنوں کو بھی دیکھا جائے گا اور یہ سب اس لیے تاکہ نسل میں زیادتی اور کثرت کا حصول ہو سکے۔

نیک بیوی کے صفات:

ا۔ دین دار اور اخلاق مند ہو ...یعنی اسلام کی صحیح سمجھ رکھے اور اس کے احکام، اخلاق وآداب پر عمل پیرا رہے ...فرمان الٰہی ہے: "فَالصّٰلِحٰتُ قٰنِتٰتٌ حٰفِظٰتٌ لِّلْغَیْبِ بِمَا حَفِظَ اللّٰهُ" [النساء: ۴/۳۴]—تونیک بخت عورتیں ادب والیاں ہیں خاوند کے پیچھے حفاظت رکھتی ہیں جس طرح اللہ نے حفاظت کا حکم دیا۔ (کنزالایمان)

اللہ کے رسول ﷺ کا ارشاد گرامی وقار ہے: "فَاظْفَرْ بِذَاتِ الدِّينِ تَرِبَتْ يَدَاكَ" تو دین دارا و راخلاق مند عورت کو اپنا کر کامیابی کی ضمانت لے لے وگرنہ تو تباہی اور بربادی کے دہانے پر جا گرے گا، آپ ﷺ نے ایک مقام پر مزید فرمایا: "الدُّنْيَا مَتَاعٌ، وَخَيْرُ مَتَاعِ الدُّنْيَا الْمَرْأَةُ الصَّالِحَةُ" دنیا ایک سرمایہ ہے اور اس کا بہترین سرمایہ نیک بیوی ہے۔[2]

۲۔ پختہ ایمان والی ہو...جو ایمان اور اعمال صالحہ پر اپنے خاوند کی

---

(1) سنن أبی داؤد، باب النهی عن التزویج من لم یلد من النساء، ۲/ ۲۲۰، رقم الحدیث: ۲۰۵۰

یہ حدیث پاک مسند احمد بن حنبل، مسند بزار، مستخرج ابو عوانہ، صحیح ابن حبان، مستدرک للحاکم، المعجم الأوسط للطبرانی، شعب الإیمان وغیرہ کُتب میں مندرج ہے۔

(2)-اس حدیث پاک کی تخریج ماسبق میں گزر چکی ہے۔

معاون و مدد گار ہو چناں چہ رسول گرامی وقار صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا فرمان عالی شان ہے: ''رَحِمَ اللهُ رَجُلاً قَامَ مِنَ اللَّيْلِ فَصَلَّى وَأَيْقَظَ امْرَأَتَه ، فَإِنْ أَبَتْ نَضَحَ فِي وَجْهِهَا الْمَاءَ، وَرَحِمَ اللهُ امْرَأَةً قَامَتْ مِنَ اللَّيْلِ فَصَلَّتْ وَأَيْقَظَتْ زَوْجَهَا، فَإِنْ أَبَى نَضَحَتْ فِي وَجْهِهِ الْمَاءَ'' اللہ ربّ العزّت اس مرد پر اپنی رحمتیں نازل فرماتا ہے جو رات میں بیدار ہو کر خود بھی نماز ادا کرے اور اپنی بیوی کو بھی اس کے لیے جگائے پس اگر وہ نیند میں انکار کرے تو اس کے چہرے پر پانی کی چھینٹیں مارے اور رب قدیر اس عورت پر اپنی رحمتیں نازل فرماتا ہے جو رات میں بیدار ہو کر خود بھی نماز ادا کرے اور اپنے خاوند کو بھی بیدار کرے پس اگر نیند میں انکار کرے تو اس کے چہرے پر پانی کی چھینٹیں مارے۔[1]

۳۔ فرماں بردار ہو... چناں چہ ایک حدیث شریف میں ہے جسے ابن ماجہ نے روایت کیا ''مَا اسْتَفَادَ الْمُؤْمِنُ بَعْدَ تَقْوَى اللهِ عَزَّ وَجَلَّ خَيْراً لَه مِنْ زَوْجَةٍ صَالِحَةٍ ، إِنْ أَمَرَهَا أَطَاعَتْه ، وَإِنْ نَظَرَ إِلَيْهَا سَرَّتْه ، وَإِنْ أَقْسَمَ عَلَيْهَا أَبَرَّتْه ، وَإِنْ غَابَ عَنْهَا نَصَحَتْه فِي نَفْسِهَا وَمَالِهٖ'' بندۂ مومن کے لیے بعدِ تقوی الٰہی ایک نیک صالح بیوی سے بڑھ کر کوئی دوسری بہتر شے نہیں، جس کی شان یہ ہے کہ جب وہ اسے کسی چیز کا حکم دے تو اسے بجا لائے، جب اس کی طرف نظر کرے تو اسے خوش کر دے، جب اس پر قسم کھا جائے تو اسے پوری کر دے، اور جب اس سے کہیں دور جائے تو اسے اپنے اور اس کے مال کے سلسلے میں بے فکر کر دے۔[2]

اور جیسا کہ اللہ جلّ شانہ کا فرمانِ عالی شان ہے: ''فَالصّٰلِحٰتُ قٰنِتٰتٌ...'' یعنی وہ عورتیں جو خوشی خوشی اللہ تعالیٰ اور اپنے شوہروں کی اطاعت کرتی ہیں.. ایسا نہیں کہ نا

---

(۱)-سنن أبی داؤد ،باب قیام اللیل ،۲/ ۳۳، رقم الحدیث: ۱۳۰۸
یہ حدیث پاک سنن ابن ماجہ، مسند احمد بن حنبل، مسند ابوبزار، سُنَن کبریٰ للنسائی، صحیح ابن خزیمہ، صحیح ابن حبان ،مستدرک حاکم، سُنَن کبریٰ للبیہقی وغیرہا کُتب میں مذکور ہے۔
(۲)سُنَن ابن ماجه ،باب أفضل النساء ،۱/ ۵۹۶، رقم الحدیث: ۱۸۵۷

چاہتے ہوئے بے رغبتی سے اطاعت کریں.. بلکہ وہ ان کی اطاعت و فرماں برداری اللہ رب العزت کی اطاعت جان کر ہی کرتی ہیں اور اس میں کوئی شک نہیں کہ اطاعت صرف اور صرف نیک کاموں میں ہی روا ہے چناں چہ فخر دو عالم ﷺ کا فرمانِ عظمت نشان ہے: ''لَا طَاعَةَ لِمَخلُوقٍ فِي مَعْصِيَةِ الخَالِقِ'' خالق کریم جلّ جلالہ کی ممنوع کردہ اشیاء میں کسی مخلوق کی اطاعت درست نہیں۔ (۱)

۴۔ دیانت دار ہو.. حدیث پاک میں آتا ہے جس کی روایت طبرانی نے کی ہے ''ثَلٰثَةٌ مِنَ السَّعَادَةِ ، المرْأَةُ الصَّالِحَةُ، تَرَاهَا فَتُعْجِبُكَ وَ تَغِيْبُ فَتَأْمَنُهَا عَلَى نَفْسِهَا وَ مَالِكَ...'' تین چیزیں نیک بختی کی علامت ہیں (جن میں سے ایک) نیک صالح بیوی ہے کہ جب تم اسے دیکھو تو تمہاری آنکھیں ٹھنڈی ہوں اور جب تم اس سے کہیں دور جاؤ تو اس پر اور اپنے مال پر تمھیں اطمینان و سکون حاصل رہے۔ (۲)

۵۔ نیک سیرت ہو... حدیث شریف میں ہے: ''إِذَا نَظَرتَ إِلَيْهَا سَرَّتْكَ'' جب تمہاری نظر اس پر پڑے تو تمہیں فرحت و سرور حاصل ہو۔ (۳)

یہاں پر مراد... عورت کے چہرے کی خوب صورتی نہیں، بلکہ مراد اس کے اخلاق، قلب و جگر اور روح کی پاکیزگی ہے، مراد... اس کے اقوال و افعال اور قناعت پسندی کا حُسن و جمال ہے۔

۶۔ خوب صورتی سے مکمل طور پر اعراض نہ کیا جائے... ہاں اتنا ضرور ہے کہ اسے

(۱) مسند أحمد ابن حنبل، ۱/ ۳۷۳، رقم الحديث: ۹۵. مكتبه: عالم الكتب، بيروت
یہی حدیث بروایت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ ۲/ ۸۹ پر بھی مذکور ہے۔
یہ حدیث پاک معجم کبیر للطبرانی، سنن ترمذی وغیرہ میں مفہوماً مذکور ہے۔
مصنّف ابن ابی شيبه، باب فی إمام السريعة يامرون بالمعصية، ۶/ ۵۴۵، رقم الحديث: ۳۳۷۱۷

(۲) مستدرك حاكم، كتاب النكاح، ۲/ ۱۷۶، رقم الحديث: ۲۶۸۴
(ہمیں یہ حدیث بعینہ اِنھیں الفاظ کے ساتھ طبرانی میں دست یاب نہ ہو سکی۔)

(۳) مسند أبي داؤد طيالسی، ۴/ ۸۶، رقم الحديث: ۲۴۴۵
یہ حدیث مسند بزار میں بھی مذکور ہے۔

پہلے مرتبہ میں نہ رکھا جائے۔

سرورِ کونین ﷺ کا فرمان عالی شان ہے: ''إِنَّ اللهَ جَمِيلٌ يُحِبُّ الجَمَالَ'' اللہ تعالیٰ صاحبِ جمال ہے لہٰذا حُسن و جمال کو پسند فرماتا ہے۔(۱)

حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں آیا ہے کہ جب آپ نے کسی عورت کو نکاح کا پیغام بھیجا تو سرورِ عالم ﷺ نے آپ سے فرمایا: ''اِذهَبْ فَانْظُرْ اِلَيهَا فَإِنَّه أَحْرٰى أَنْ يُؤْدَمَ بَينَكُمَا'' جاؤ اور اس عورت کی طرف نظر کرو اس لیے کہ یہ تمہارے درمیان آپس میں دوام و استمرار کے لیے زیادہ معاون و مددگار ہے۔(۲)

۷۔ خوب محبتی ہو.. اس لیے کہ فخر دوعالم ﷺ کا ارشاد عالی وقار ہے: ''تَزَوَّجُوا الوَدُودَ الوَلُودَ'' زیادہ چاہنے والی اور زیادہ بچے جننے والی عورت سے شادی کرو۔(۳)

اور سرکارِ مدینہ سرورِ قلب وسینہ ﷺ کے فرمان عالی شان کے سبب: ''نِسَاءُكُمْ مِنْ أَهلِ الجَنَّةِ مَنْ إِذَا غَضِبَ عَلَيهَا زَوجُهَا جَاءَتْهُ فَوَضَعَتْ يَدَهَا فِي يَدِهٖ وَ قَالَتْ لَا أَذُوقُ غَمْضاً حَتّٰى تَرْضٰى'' تمہاری وہ بیویاں جنت کی حق دار ہیں کہ جب ان میں سے کسی کا شوہر اس پر ناراض ہو جائے تو وہ اس کے پاس آکر یہ کہے کہ: (اے میرے سرتاج!) میں اس وقت تک اپنی پلک نہیں جھپکوں گی جب تک آپ مجھ

---

(۱) مسند أحمد بن حنبل، ۲/ ٦٦، رقم الحديث: ۳۷۸۸
صحيح مسلم، باب تحريم الكبر و بيانه، ۱/ ۹۳
یہ حدیث سُنَن ترمذی، سُنَن ابو داؤد، المعجم الاوسط، مستدرك حاكم، شعب الإيمان، و غیرہا کئی کتب حدیث میں مذکورہ ہے۔

(۲)- سُنَن ابن ماجه، باب النظر الى المرأة اذا اراد أن يتزوج، ۱/ ۵۹۹، رقم الحديث: ۱۸٦۵
یہ حدیث پاک معجم کبیر، سُنَن بیهقی، معجم أوسط، مصنَّف عبد الرزاق، مسند أحمد بن حنبل، سُنَن ترمذی، مصنَّف ابن أبي شيبه، وغیرہا کتب حدیث میں مندرج ہے۔

(۳)- اس حدیث کی تخریج ما سبق میں گزر چکی ہے۔

سے راضی نہیں ہو جاتے۔ (۱)

مطلب یہ ہے کہ بیوی اپنے خاوند پر محبت و مؤدّت نچھاور کرے اور اس کو منانے کی ہر ممکن کوشش کرے ،اور اس بات کا خاص خیال رکھے کہ اس کو رنجیدہ اور غصے کی حالت میں چھوڑ کر نہ سو جائے... غصّہ کا خواہ کوئی بھی سبب رہا ہو... اور یہ صفت جنتی حوروں کی صفات میں سے ایک ہے چنانچہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ قرآن مجید میں ارشاد فرماتا ہے: ''عُرُباً أَتْرَاباً''یعنی اپنے شوہروں پر پیار و محبت لٹانے والیاں۔

۸۔ اپنے خاوند کے راز کو راز رکھنے والی ہو... اس لیے کہ راز فاش کرنا اس کے غیظ و غضب کا باعث ہے۔

۹۔ قناعت پسند ہو۔

۱۰۔ جب خاوند اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرے تو بیوی اس کی مدد کرے ،جب بھول جائے تو یاد دلائے ،اور جب غلطی کرے اور راہ سے بھٹکے تو تنبیہ کرے۔

۱۱۔ ایک اچھی تربیت دینے والی ہو... جس کا نصب العین یہ ہو کہ اس کے بچے داعیِ اسلام، مجاہد، اصلاح کرنے والے، حافظِ قرآن، فقیہ اور ایسے امام بن کر نکلیں جو بفضلِ الٰہی دوسروں کو راہِ خدا کی ہدایت دیں،اور اس کی بچیاں اسلامی شریعت کی پابند، اور دیگر خواتین کے لیے آئیڈیل اور راہنما بنیں۔

۱۲۔ اپنے تمام اقوال و افعال میں شوہر کی رضامندی کا لحاظ رکھے اور بروز قیامت اس پر اجر و ثواب کی امید رکھے۔

---

(۱)-یہ حدیث ان الفاظ کے ساتھ ہمیں دستیاب نہ ہو سکی البتہ اسی معنٰی کی حدیث سُنَن کبریٰ للنسائی ، شعب الإيمان للبيهقي، المعجم الأوسط، المعجم الكبرىٰ للطبرانی وغیرہا کُتب میں مذکور ہے۔
سُنَن کبریٰ کے الفاظ یہ ہے:ألا أخبركم بنساء كم من أهل الجنة الودود العؤود على زوجهاالتي اذاأذت أو أوذيت جاءت حتىٰ تأخذ بيد زوجها ثم تقول و الله لا أذوق غمضاً حتىٰ ترضىٰ.(سُنَن کبریٰ للنسائی ،۸/ ۲۵۰)

انمول وصیت:

ایک دانا خاتون نے شادی کی رات اپنی بیٹی کو یہ وصیت کی: اے میری لخت جگر!: تو اس مکان کو خیر باد اور الوداع کہہ کر جس میں تو پروان چڑھی ایک ایسے مکان کی طرف کوچ کر رہی ہے جسے تو جانتی نہیں، اور ایک ایسے ساتھی کے پاس جا رہی ہے جس سے تو ابھی تک مانوس نہیں، اور جو تجھ پر اپنی ملکیت کی بنا پر تیرا مالک و نگہبان بن گیا ہے لہٰذا تو اس کی باندی بن کر رہنا وہ تیرا غلام (دلدادہ) بن جائے گا۔

اے میری نورِ نظر!: میں تجھے ایسی دس خصلتوں کی تلقین کرتی ہوں جو مستقبل میں تیرے لیے ایک ذخیرہ اور یادگار ثابت ہوں گی۔

۱۔ قناعت کو لازم پکڑنا۔

۲۔ خاوند کی اطاعت و فرماں برداری میں زندگی گزارنا۔

۳۔ خاوند کو لُبھانے کے لیے زیب و زینت کا استعمال کرنا.. لہٰذا تیری جانب سے اس کی نگاہ ہمیشہ اچھی چیز پر ہی پڑے۔

۴۔ اپنی اور گھر کی صفائی کا خوب خیال رکھنا.. لہٰذا تیری ذات سے اسے ہمیشہ خوش بو ہی میسر آئے، زینتوں میں بہترین زینت سرمہ ہے اور خوش بو کی عدمِ موجودگی میں پانی (نظافت) ایک عمدہ خوشبو ہے۔

۵۔ شوہر کے کھانے کے اوقات کا بھرپور خیال رکھنا.. اس لیے کہ بھوک کی شدت غیظ و غضب کا باعث ہے۔

۶۔ اس کے سوتے وقت پر سکون ماحول بنائے رکھنا.. اس لیے کہ نیند میں خلل غصہ و نفرت کا سبب ہے۔

۷۔ اس کے گھر اور مال کی حفاظت کرنا.. اس لیے کہ مال کی حفاظت حسنِ تقدیر میں سے ہے۔

۸۔ خاوند اور اس کے خادموں کی نگرانی اور اولاد کی اچھی تربیت کرنا.. اس لیے

کہ بال بچوں اور خُدّام کی دیکھ ریکھ حسنِ تدبیر میں سے ہے۔

۹۔اس کے راز کی پردہ پوشی کرنا.. اس لیے کہ اگر تونے اس کا راز فاش کیا تو اس کے دھوکے سے نہ بچ سکے گی۔

۱۰۔اس کی نافرمانی نہ کرنا.. اس لیے کہ اگر تونے ایسا کیا تو اس کے سینے کو طیش و غضب سے بھر دے گی۔

پھر اگر وہ رنجیدہ ہو تو اس کے سامنے خوش نہ ہونا، اور اگر خوش ہو تو اس کے سامنے کبیدہ خاطر نہ ہونا.. اس لیے کہ پہلی خصلت لاپرواہی کا ثبوت دیتی ہے جب کہ دوسری پراگندگی کا۔

جتنا ہو سکے اس کی تعظیم و توقیر کرنا تاکہ وہ تجھ سے عزّت و احترام سے پیش آئے، اور رغبت و خوشی سے اس کے حکم کو قبول کرنا تاکہ تو اس کے ساتھ مسرور و شادماں رہ سکے، اور اچھی طرح ذہن نشین کرلے کہ تو ہرگز ہرگز اس وقت تک اپنی مراد کو نہیں پا سکتی جب تک اس کی رضا کو اپنی رضا اور اس کی خواہشات کو اپنی خواہشات پر ترجیح نہ دے گی، اور میری دعا ہے کہ رب تبارک وتعالیٰ تجھے خیر پانے کی توفیق عطا فرمائے۔(آمین)

خبردار! تم شے کی سبزہ زاری پر نہ جانا: آج کل بہت سارے نوجوان رشتے کے لیے خوب صورتی، یا دولت و سرمایہ اور حسب و نسب پر دھیان دیتے ہیں اور دین کا خیال انہیں سب سے آخر میں آتا ہے یا پھر اس کے بارے میں بالکل سوچتے ہی نہیں۔

اس بُری روِش سے اسلام نے روکا ہے اور رشتے کی اس نوعیت سے منع کیا ہے جو پارسائی، نیکی، اور حُسنِ تربیت جیسے پاکیزہ مفہوم سے خالی ہو اس لیے کہ اس کا پھل نہایت ہی کڑوا ہے، لہٰذا تین روایتوں میں ہے اگرچہ ان میں (سنداً) معمولی ضعف پایا جاتا ہے مگر اس سے اس بات کا ثبوت ملتا ہے کہ شریکِ حیات کے انتخاب کرنے میں دین کو فوقیت دیا

جائے نہ کہ دنیا کو.. ارشادِ سرورعالم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم ہے: "اِیَّاکُمْ وَ خَضْرَاءَ الدِّمَنْ"(۱)

صحابہ نے عرض کیا: یارسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم! یہ "خَضرَاءِدِمَنْ" کیا چیز ہے؟ آپ نے فرمایا: "المَرْأَۃُ الحَسْنَاءُ فِی مَنْبَتِ السُّوْءِ" یعنی وہ عورت جس کا ظاہر اچھا باطن خراب ہو، خضراءِ دِمَنْ ایک قسم کا پوداہوتا ہے جو پانی اور کچرا جمع ہونے کی جگہ اُگتا ہے۔

ایک دوسری روایت میں ہے: "لَا تَزَوَّجُوا النسَاءَ لِحُسْنِهِنَّ ، فَعَسَى حُسْنُهُنَّ أَنْ يُرْدِيَهُنَّ ، وَلَا تَزَوَّجُوهُنَّ لِأَمْوَالِهِنَّ ، فَعَسَى أَمْوَالُهُنَّ أَنْ تُطْغِيَهُنَّ، وَلَكِنْ تَزَوَّجُوهُنَّ عَلَى الدِينِ، وَلَأَمَةٌ خَرْمَاءُ ذَاتُ دِينٍ أَفْضَلُ" عورتوں سے محض ان کی خوب صورتی کی بناپر شادی نہ کروچوں کہ ہو سکتا ہے کہ ان کا حُسن انہیں راہِ حق سے دُور کر دے، اور نہ ہی ان کے مال و دولت کی بناپر شادی کرو اس لیے کہ بہت ممکن ہے کہ ان کی دولت انہیں سرکش و باغی بنادے، ہاں مگر تم اپنی شادی کی بنیاد دین پر رکھو.. اس لیے کہ یقیناً ناک کان کی عیب دار متدین و پرہیز گار باندی (شادی کے لیے) افضل و اعلیٰ ہے۔(۲)

ابن حبان کی روایت میں یوں ہے: "وَمَنْ تَزَوَّجَ امْرَأَةً لِمَالِهَا لَمْ يَزِدْهُ اللّٰهُ إِلَّا فَقْرًا، وَمَنْ تَزَوَّجَ امْرَأَةً لِحَسَبِهَا لَمْ يَزِدْهُ اللهُ إِلَّا دَنَاءَةً، وَمَنْ تَزَوَّجَ امْرَأَةً لِيَغُضَّ بِهَا بَصَرَه أَوْ يُحْصِنَ فَرْجَه، أَوْ يَصِلَ رَحِمَه بَارَكَ اللهُ لَه فِيهَا، وَ بَارَكَ لَهَا فِيهِ" جس نے کسی عورت سے شادی اس کی جائیداد کی وجہ سے کی تو اللہ تبارک و تعالیٰ اسے مزید محتاج بنادے گا اور جس نے حسب و نسب کو دیکھ کر کی تو اللہ جلّ شانہٗ اسے اور بھی پست فرما دے گا، لیکن جس نے اس لیے شادی کی کہ اپنی شرم گاہ کی حفاظت کر سکے یا اس لیے کہ صلۂ رحمی کر سکے تو پروردگارِ عالم دونوں (میاں بیوی) کے

---

(۱) مسند الشھاب للقضاعی، باب ایاکم و خضراء الدمن، ۲/ ۹۶

(۲) سُنَن ابن ماجۃ، باب تزویج ذات الدین، ۱/ ۵۹۷، رقم الحدیث: ۱۸۵۹

لیے ایک دوسرے میں خیر وبرکت عطا فرمائے گا۔[1]

اور سچ فرمایا سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے کہ: ہم وہ قوم ہیں جسے ربّ تبارک وتعالیٰ نے مذہب اسلام کی بدولت عزت و وقار سے نوازا لہٰذا جب کبھی ہم اسلام کے علاوہ دوسری جگہ عزت تلاش کریں گے تو رب کائنات ہمیں ذلیل ورسوا فرمادے گا، لہٰذا جو شخص دین اسلام کو چھوڑ کر کہیں اور سعادت مندی کو طلب کرے تو سوائے بدبختی اور رسوائی کے کچھ ہاتھ نہ لگے گا۔(معاذاللہ)

اور حدیث پاک "فَاظْفَرْ بِذَاتِ الدِّينِ تَرِبَتْ يَدَاكَ" میں اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ جس نے کسی دین دار پرہیز گار خاتون سے شادی کی اس کے دونوں ہاتھ خیر وبرکت سے بھر جائیں گے اس لیے کہ مٹی خیر وبرکت اور زیادتِ نعمت کا منبع و مصدر ہے، یا یہ معنی ہیں کہ جس نے دین دار خاتون کا انتخاب نہ کیا اس کے دونوں ہاتھ مٹی سے چمٹ جائیں گے یعنی اسے ذلت، اور غربت ومحتاجی لاحق ہوگی۔

نیک صالح زوجین کے صفات:

۱۔ ازدواجی محبت سے قبل محض اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے زوجین کا آپس میں محبت رکھنا۔

۲۔ ہنس مکھ چہرا اور نرم بات ان کا شعار ہوا کرتا ہے۔

۳۔ اطاعت و فرماں برداری اور اذکار و نماز میں ایک دوسرے کا تعاون کرنا۔

۴۔ آپس میں اعمالِ صالحہ کی وصیت اور ان کی تنفیذ پر ایک دوسرے کی مدد کرنا۔

۵۔ اطاعت و فرماں برداری پر ثبات، گناہوں سے باز رہنے اور خالقِ کائنات کی قضاو قدر سے راضی رہنے کی ایک دوسرے کو وصیت کرنا۔

---

(۱) المعجم الأوسط ،باب من اسمه إبراهيم،۳/ ۲۱ ،رقم الحديث: ۲۳٤۲

صحیح ابن حبان ہمیں یہ حدیث نہ مل سکی البتہ معمولی تقدیم و تاخیر کے ساتھ المعجم الأوسط للطبرانی اور مسند الشامیین للطبرانی میں مذکور ہے۔

۶۔ دونوں میں سے ہر ایک کا دوسرے کی لغزشوں سے چشم پوشی کرنا جو دین میں اثر انداز نہ ہوں۔

۷۔ دونوں میں سے ہر ایک کا دوسرے کے رشتے داروں کے ساتھ حُسنِ سلوک سے پیش آنا۔

۸۔ دونوں کا آپس میں تبادلۂ خیال کرتے رہنا تاکہ مسئلے کا صحیح اور مناسب حل نکالا جاسکے اور اگر دونوں کی رائے میں اختلاف باقی رہے تو شوہر کی بات پر عمل درآمد ہونا جب تک کہ اس کی بات خلافِ شرع نہ ہو "وَمَا اخْتَلَفْتُمْ فِيهِ مِنْ شَيْءٍ فَحُكْمُهُ إِلَى اللَّهِ" [سورہ شوریٰ : ۱۰]

تم جس بات پر اختلاف کرو تو اس کا فیصلہ اللہ کے سپرد ہے۔ (کنز الایمان)

۹۔ سرورِ عالم ﷺ کا فرمان عظمت نشان ہے: "لا يَفْرَكْ مُؤْمِنٌ مُؤْمِنَةً إِنْ كَرِهَ مِنْهَا خُلُقًا رَضِيَ مِنْهَا آخَرَ"[1] ایک بندۂ مومن مومنہ کو کبھی بھی ناپسند نہیں کرتا پس اگر اس کے کسی ایک عادت سے ناخوش ہو تو دوسری سے رضامند ہوتا ہے۔

اور کسی شخص کے شرف و عظمت کے لیے اتنا کافی ہے کہ اس کے عُیوب شمار کیے جائیں.. تو چاہیے کہ دونوں ایک دوسرے کی خامیوں میں مشغول نہ ہوں بلکہ جہاں تک ہو سکے خود اپنی اصلاح کی کوشش کریں اس کے طفیل اللہ تبارک تعالیٰ دوسرے کی خامیوں اور برائیوں کو ختم فرمادے گا۔

۱۰۔ جب کبھی ایک ناراض ہو جائے تو دوسرے کا اسے منالینا۔

۱۱۔ دونوں خوب جانتے ہیں کہ شیطان مسلسل ان کے جدا کرنے کی چال میں ہے، لہٰذا آپس میں مل جل کے رہ کر، حُسنِ معاملہ اور حُسنِ کلام کا مظاہرہ کرکے، بدزبانی

([1])صحيح مسلم، باب الوصية بالنساء، ۲/ ۱۰۹۱
مُسند امام أحمد بن حنبل، ۳/ ۲٦۷، رقم الحديث: ۸۳٤٥۔
یہ حدیث پاک سُنَن کبریٰ للبیہقی، مُسند اَبی یعلیٰ، وغیرہ کُتب میں موجود ہے۔

سے بچ کر، اور چہرے پر مسکراہٹ سجا کر اس (شیطان مردود) کو ذلیل و خوار کرتے رہنا.. فرمانِ رب ذو الجلال ہے: "وَقُلۡ لِّعِبَادِیۡ یَقُوۡلُوا الَّتِیۡ هِیَ اَحۡسَنُ ؕ اِنَّ الشَّیۡطٰنَ یَنۡزَغُ بَیۡنَهُمۡ ؕ اِنَّ الشَّیۡطٰنَ کَانَ لِلۡاِنۡسَانِ عَدُوًّا مُّبِیۡنًا ۝۵۳ "[سورہ بنی اسرائیل: ١٧/ ٥٣]

اور میرے بندوں سے فرماؤ وہ بات کہیں جو سب سے اچھی ہو بے شک شیطان ان کے آپس میں فساد ڈال دیتا ہے، بے شک شیطان آدمی کا کھلا دشمن ہے۔ (کنزالایمان)

مزید ارشاد فرمایا: "اِنَّمَا یُرِیۡدُ الشَّیۡطٰنُ اَنۡ یُّوۡقِعَ بَیۡنَکُمُ الۡعَدَاوَۃَ وَالۡبَغۡضَآءَ" [المائدہ: ٥/ ٩١]

شیطان یہی چاہتا ہے کہ تم میں بیر اور دشمنی ڈلوا دے۔ (کنزالایمان)

اور ایک مقام پر فرماتا ہے: "اِنَّ الشَّیۡطٰنَ لَکُمۡ عَدُوٌّ فَاتَّخِذُوۡهُ عَدُوًّا ؕ "[فاطر: ٣٥/ ٦]

بے شک شیطان تمہارا دشمن ہے تو تم بھی اسے دشمن سمجھو۔ (کنزالایمان)

١٢۔ زوجین کو صبر سے بڑھ کر اچھا اور وسیع عطیہ نہیں دیا گیا، لہٰذا اے شوہرِ نام دار! سن لے کہ: صبر وہ سمندر ہے جس کی بدولت تمام مشکلات آسان ہو جاتی ہیں اور اے معزز بیوی! محفوظ کر لے کہ: صبر وہ بحرِ ناپیدا کنار ہے جس کے سبب تمام مصیبتیں ختم ہو جاتی ہیں۔

ربِّ کریم سبحانہ و تعالیٰ کی بارگاہ میں التجا ہے کہ وہ امت مسلمہ کے نوجوان لڑکے لڑکیوں کی شادی آسان فرمائے، اور ہر اس شخص کے لیے جلد از جلد شادی کے اسباب پیدا فرمائے جو اپنے نفس کی عفت و پارسائی اور اپنی شرم گاہ کی حفاظت کا خواہاں ہو، اور تمام عالمِ اسلام کو اطاعتِ رب العالمین سے روشن و پُر فرمائے۔ (آمین بجاہ طٰه و یٰسٓ)۔

شادی کی مروّجہ شرعی وغیر شرعی رسومات

اسلام ایک مکمل طرز حیات ہے، زندگی کا کوئی بھی مرحلہ ہو اسلام اس کی مکمل رہ نمائی کرتا ہے، شادی بھی انسانی زندگی کا ایک اٹوٹ انگ ہے۔ شادی کے سلسلے میں بھی اسلام ہماری پورے طور پر رہ نمائی کرتا نظر آتا ہے۔ ازدواجی نظام بھی باقی اسلامی نظاموں کی طرح ایسا مکمل ومفصل اور بے جا، غیر ضروری اور ناجائزو حرام باتوں سے اس طرح پاک ہے کہ اس کی ایک ایک شق انسانی فطرت کے عین مطابق ہیں، اس نظام میں جہاں اظہار مسرت ہے وہیں خوشنودیِ ربّ بھی، مثلاً نکاح پر مبارک باد پیش کرنا ،اعلانِ نکاح کے لیے دف بجانا، گھر میں بچیوں کا جائز نغمے اور کلام پڑھنا، طے شدہ مہر ادا کرنا، ولیمہ کی دعوت کرنا وغیرہ وغیرہ مگر ان اُمور میں اس بات کا لحاظ ضروری ہے کہ کوئی بات شرعی حدود سے مُتجاوز اور اس کے خلاف نہ ہونے پائے یعنی لَغویات، بے جا نمائش، اِترانے اور فخر و غرور جیسے بُرے کردار وعادات سے یکسر پاک ہو۔

لیکن افسوس کہ دور حاضر میں مسلمانوں کی مروجہ شادیاں اسلامی تعلیمات سے کوسوں دور ہیں، اگرچہ مسلم معاشرے میں نکاح، رُخصتی، اور ولیمہ شادی کے بنیادی عوامل ہیں لیکن اس موقع پر ہر خاندان اپنے اپنے رواج کے مطابق طرح طرح کے بجا اور بے جا رسومات ادا کرتا ہے، وقت کے ساتھ ساتھ ان رسموں کے انداز بھی بدلتے رہتے ہیں مگر اہمیت کسی بھی دور میں کم نہیں ہوتی، شادی کے نام پر ہمارے یہاں کس قدر مشرکانہ رسم و رواج کو فروغ دیا جارہا ہے کہ شمار میں لانا ممکن نہیں، اس مبارک تقریب کے موقع پر عموماً جو رسومات ادا کی جاتی ہیں اس سے تو یہ مقدس فریضہ دوطرفہ ''شو'' بن کر رہ جاتا ہے، ایک طرف تو ہم میں سے بہت سے لوگ جہیز کو بلا اور لعنت جیسے القاب سے نوازتے ہیں مگر دوسری طرف شادی کے موقع پر لڑکے کا پورا خاندان یہ سوچ رہا ہوتا ہے کہ پتہ نہیں لڑکی والے فلاں چیز جہیز میں دیں گے بھی یا نہیں...!! یہی نہیں بلکہ

زبان کھول کر بڑی بڑی فرمائشیں بھی کی جاتی ہیں۔

اسی طرح نکاح سے پہلے کی رسومات مائیوں بٹھانا(شادی سے کچھ روز پہلے دولہا دلہن کو زرد کپڑے پہنا کر بٹھانا خاص کر لڑکی کو ایسی جگہ بٹھا دیتے ہیں جہاں بجز اس کی ہم سنوں کے کوئی نہیں جاتا۔(فیروز اللغات ص:۱۱۹۲، ناشر: فیروز سنز، لاہور)، ابٹن کھیلنا، اور مہندی کی رسم۔ (جس میں ڈانس، گانا اور دیگر تمام خرافات کے ساتھ خصوصاً لڑکے کو مہندی لگانا)۔وغیرہ وغیرہ جن کو لوگوں کی اکثریت فضول خرچی شمار کرتی ہے مگر اس موقع پر ان رسومات کو ادا کرنے سے باز بھی نہیں رہتی، اس حجت سے کہ خوشی کا موقع ہے جناب..زندگی میں بار بار تھوڑے آتا ہے...افسوس! کہ فضول خرچی اور ان مشرکانہ رسومات کو شادی کا ایک ناگریز حصہ بنالیا گیا ہے۔اس موقع پر جو بُری رُسوم مسلمانوں میں رواج پا گئی ہیں ان میں سے ایک بے پردگی اور بے حیائی ہے، اس مقدس تقریب کے موقع پر مسلمانوں کے گھروں میں جائیں تو وہاں یہ گندی و ناپاک تہذیب صاف ناچتی نظر آئے گی.. نوجوان لڑکیاں زیب و زینت اور بناؤ سنگھار کیے بے پردہ برسرِ عام پھر رہی ہوتی ہیں، اسلام تو ایام جاہلیت کی تمام رسوم مٹا کر ہمیں حیا اور پاکیزگی کا حکم دیتا ہے۔

چنانچہ ربّ قدیر ارشاد فرماتا ہے:"قُلْ لِّلْمُؤْمِنِیْنَ یَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ وَ یَحْفَظُوْا فُرُوْجَهُمْؕ ذٰلِكَ اَزْكٰى لَهُمْؕ اِنَّ اللّٰهَ خَبِیْرٌۢ بِمَا یَصْنَعُوْنَ۝۳۰ وَ قُلْ لِّلْمُؤْمِنٰتِ یَغْضُضْنَ مِنْ اَبْصَارِهِنَّ وَ یَحْفَظْنَ فُرُوْجَهُنَّ وَ لَا یُبْدِیْنَ زِیْنَتَهُنَّ اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا" [النور:۲۴/ ۳۰،۳۱]

مسلمان مردوں کو حکم دو اپنی نگاہیں کچھ نیچی رکھیں اور اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کریں یہ ان کے لیے بہت ستھرا ہے بے شک اللہ کو ان کے کاموں کی خبر ہے۔اور مسلمان عورتوں کو حکم دو اپنی نگاہیں کچھ نیچی رکھیں اور اپنے پارسائی کی حفاظت کریں اور اپنا بناؤ نہ دکھائیں مگر جتنا خود ہی ظاہر ہے۔(کنزالایمان)

برادرانِ اسلام! اسلام جہاں ہمیں شادی کی ترغیب اور اس موقع پر خوشی منانے

کا درس دیتا ہے وہیں سادگی اور کفایت شعاری کی بھی تاکید کرتا ہے چناں چہ سید عالم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم فرماتے ہیں: ”إِنَّ أَعْظَمَ النِّكَاحِ بَرَكَةً، أَيْسَرُه مُؤْنَةً“۔[۱]

یقیناً سب سے بڑھ کر خیر و برکت والا نکاح وہ ہے جو سب سے کم خرچ میں ہو۔ چناں چہ اسی معیار پر آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے متعدد نکاح ہوئے اور آپ کے اصحاب-رضوان اللہ علیہم اجمعین- بھی اسی اُسوہ پر قائم رہے۔

لہٰذا میں بڑے ہی ادب و احترام کے ساتھ اپنے بڑوں بزرگوں سے اپیل کروں گا کہ جہاں تک ہو سکے شادی کو آسان بنائیں اور اس کے کئی طریقہ کار ہو سکتے ہیں جن میں سے ایک یہ بھی ہے کہ جب دو خاندان ایک ہو رہے ہوں یعنی لڑکا لڑکی کی شادی طے پا جائے تو دونوں خاندان کے بزرگ ایک جگہ اکٹھا ہو کر بیٹھ جائیں اور اپنے اپنے رسم و رواج ایک دوسرے کو بتائیں اور پھر یہ حضرات جاکر اپنے اپنے خاندان میں سختی سے اعلان کریں کہ ہماری اس شادی میں تمام تر غیر شرعی اُمور مثلاً ڈھول تاشہ، ناچ گانا، آتش بازی وغیرہ سے اجتنابِ تام کیا جائے گا اور ہر گز ہر گز ایسا کوئی بھی کام انجام نہ دیا جائے گا جس سے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ناخوش ہوں۔

عزیز دوستو اور بزرگو...!

امام اہل سنت ماحیِ بدعت اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ سے اس تعلق سے سوال ہوا تو آپ نے جو جواب عنایت فرمایا ملاحظہ فرمائیں:

آتش بازی (پٹاخے پھوڑنا پھل جھڑی سے کھیلنا) جس طرح شادیوں اور شبِ براءت میں رائج ہے بے شک حرام اور پورا جرم ہے کہ اس میں تضییعِ مال ہے (اپنے پاکیزہ مال کو برباد کرنا ہے)۔ قرآن مجید میں ایسے لوگوں کو شیطان کے بھائی فرمایا: قال اللہ تبارک وتعالیٰ: ”اِنَّ الْمُبَذِّرِيْنَ كَانُوْٓا اِخْوَانَ الشَّيٰطِيْنِ ۭ وَكَانَ الشَّيْطٰنُ لِرَبِّهٖ كَفُوْرًا ۝۲۷“ (بنی اسرائیل: ۱۷/ ۲۷)

---

(۱) اس حدیث کی تخریج ماسبق میں گذر چکی ہے۔

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: کسی طرح بے جانہ خرچ کیا کرو کیوں کہ بے جا خرچ کرنے والے شیاطین کے بھائی ہوتے ہیں اور شیطان اپنے پروردگار کا بہت بڑا ناشکر گزار ہے۔

رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم فرماتے ہیں: ”إِنَّ اللهَ كَرِهَ لَكُمْ ثَلٰثاً: قِيْلَ وَ قَالَ وَإِضَاعَةَ الْمَالِ وَ كَثْرَةَ السُّؤَالِ۔“[۱]

بے شک اللہ نے تمہارے لیے تین کاموں کو ناپسند فرمایا ہے۔(۱) فضول باتیں کرنا(۲) مال کو ضائع کرنا(۳) بہت زیادہ سوال کرنا اور مانگنا۔

شیخ محقّق عبد الحق مُحدّث دہلوی ”ماثبت بالسنة“ میں فرماتے ہیں: ”مِنَ الْبِدَعِ الشَّنِيْعَةِ مَا تَعَارَفَ النَّاسُ فِيْ أَكْثَرِ بِلَادِ الْهِنْدِی مِنْ إِجْتِمَاعِهِمْ لِلَّهْوِ وَاللَّعِبِ بِالنَّارِ وَإِحْرَاقِ الْكِبْرِيْتِ۔“

بری بدعات میں سے یہ اعمال ہیں جو ہندوستان کے زیادہ تر مشہور شہروں میں متعارف اور رائج ہیں جیسے آگ کے ساتھ کھیلنا اور تماشا کرنے کے لیے جمع ہونا اور گندھک جلانا وغیرہ۔ مختصراً۔[۲]

اسی طرح یہ گانے بجانے کہ ان بلاد میں معمول و رائج ہیں بلاشبہ ممنوع و ناجائز ہیں خصوصاً وہ ناپاک ملعون رسم کہ بہت خرانِ بے تمیز(بے عقل) احمق جاہلوں نے شیاطین ہنود، ملاعین بے بہبود سے سیکھی یعنی فحش گالیوں کے گیت گوانا اور مجلس کے حاضرین و حاضرات کو لچھے دار(کلام) سنانا سمدھیانہ کی عفیف و پاک دامن عورتوں کو الفاظِ زنا سے تعبیر کرنا کرانا خصوصاً اس ملعون بے حیا رسم کا مجمع زناں(عورتوں کے مجمع) میں ہونا، ان کا اس ناپاک فاحشہ(بُری) حرکت پر ہنسنا، قہقہے اڑانا، اپنی کنواری لڑکیوں کو یہ سب

---

(۱) صحیح بخاری، باب قول الله تعالیٰ : لایسئلون الناس الحافا..... ۲/ ۱۲٤
صحيح مسلم، كتاب الأقضية، باب النهى عن كثرة المسائل من غير حاجة ، برقم: ٤٥٠١/ ١ (١٧١٥)

(۲) ذکر شهر شعبان ، المقالة الثالثة، ص:۲۸۲

کچھ سنا کر بدلحاظیاں سکھانا، بے حیا بے غیرت، خبیث، بے حمیت مردوں کا اس شہدہ پن کو جائز رکھنا۔ کبھی برائے نام لوگوں کے دکھاوے کو جھوٹ سچ ایک آدھ بار جھڑک دینا، مگر بندوبست قطعی نہ کرنا (روکنے کا مکمل انتظام نہ کرنا)، یہ وہ شنیع، گندی اور مردود رسم ہے جس پر صدہا لعنتیں اللہ عزّوجلّ کی اُترتی ہیں۔ اس کے کرنے والے، اس پر راضی ہونے والے، اپنے یہاں اس کا کافی انسداد نہ کرنے والے (طاقت بھر ایسی بے ہودہ باتوں کو نہ روکنے والے) سب فاسق فاجر، مرتکبِ کبائر (بڑے گناہوں، حرام کاموں کا ارتکاب کرنے والے اور)، مستحق غضبِ جبار و عذابِ نار (خدائے جبار کے غضب اور جہنم کی آگ کے حق دار) ہیں۔ والعیاذ باللہ تبارک وتعالیٰ۔ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو ہدایت بخشے آمین۔..... پھر کچھ آگے چل کر امامِ اہلسنّت نے جو کچھ فرمایا ہے میں اسے اپنے الفاظ میں خلاصے کے طور پر پیش کرتا ہوں:

(۱)۔ ہاں شریعت مطہرہ نے شادی کے اعلان کی غرض سے صرف دف بجانے کی اجازت دی ہے مگر خیال رہے کہ صرف اعلان ہونے تک ہی اگر یہ دف بجانا اعلان کی حد کو پار کر کے ناپسندیدہ کھیل اور شیطانی لذت کے حصول تک جیسے ہی پہنچا تو پھر یہ بھی ناجائز ہوگا۔ اسی لیے علما یہ شرط لگاتے ہیں کہ موسیقی کے طرز و انداز پر نہ بجایا جائے اور نہ ہی اس میں تال سم کی رعایت ہو، نہ ہی جھانج ہوں کہ ان کا اس کے ساتھ ہونا پھر ناجائز ہے۔

(۲)۔ مناسب یہ ہے کہ دف بھی صرف نابالغہ چھوٹی بچیاں بجائیں نہ مرد اور نہ باعزت خواتین۔

(۳)۔ اگر دف کے ساتھ کوئی کلام پڑھا جائے تو اس میں ایسے سیدھے سادے اشعار یا سہرا ہو جس میں فحاشی بے حیائی اصلاً نہ ہو۔ اس میں فسق و فجور کی باتیں نہ ہوں۔ اس میں عشق کا ذکر نہ ہو۔

جیسا کہ انصاری صحابہ کرام کی شادیوں میں سمدھیانے جا کر یہ شعر پڑھا جاتا تھا:

أَتَيْنَاكُمْ أَتَيْنَاكُمْ فَحَيَّانَا وَحَيَّاكُمْ

یعنی، تمہارے پاس آئے ہم تمہارے پاس آئے، اللہ ہمیں زندہ رکھے تمھیں

بھی جِلائے یعنی زندہ رکھے۔

پس اس قسم کے پاک وصاف مضمون ہوں۔

(۴)۔ جہاں دف بجایا جائے ساتھ ہی کلام بھی پڑھا جائے وہاں عورتوں کا مجمع نہ ہو، نہ ہی پڑھنے والیوں کی آواز نامحرم مردوں تک پہنچے۔

الحاصل جب وہ ہر طرح کے ممنوعِ شرعی سے پاک ہو۔ کسی طرح کے فتنے کا اندیشہ نہ ہو تو اس میں کوئی حرج نہیں۔

ان تمام قیدوں کو ذکر کرنے کے بعد اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں: اصل حکم میں تو اسی قدر کی رخصت ہے مگر حالِ زمانہ کے مناسب یہ ہے کہ مطلق (ہر حال میں) بندش کی جائے (کیوں) کہ جہال حال (موجودہ دور کے جاہل افراد) خصوصاً زنانِ زماں (اس وقت کی عورتوں) سے کسی طرح امید نہیں کہ انھیں جو حد باندھ کر اجازت دی جائے (وہ) اس کی پابند رہیں اور حد مکروہ وممنوع تک تجاوز نہ کریں، لہٰذا سرے سے فتنہ کا دروازہ ہی بند کیا جائے، (کہ) نہ انگلی ٹیکنے کی جگہ پائیں گی نہ آگے پاؤں پھیلائیں گی۔

پھر کچھ آگے چل کر فرمایا: "یہ سب کچھ اچھی طرح واضح ہے ہر اس شخص پر جس کو اللہ تعالیٰ نے دل کی روشنی بخشی ہے اور وہ تمام باتیں جن سے ہم نے منع کیا ہے کیوں کہ اس پر قرآن عظیم، حدیث مبارکہ، اور فقہِ قویم کے روشن دلائل موجود ہیں، لہٰذا اوضح حکم نے ہمیں اس کی تفصیل سے بے نیاز کر دیا۔"[1]

قارئین کرام...!

یہاں یہ بات بھی آپ پر واضح کر دوں کہ جہاں فضول خرچی اور بُری رسومات مردود و معیوب وموجبِ عذاب شدید ہیں وہیں بعض دین سے بے خبر جاہلوں کا بعض مباح رسم ورواج مثلاً سہرا پہننا، خوشبو لگانا، دولہے کی گھڑ سواری، اور دولہا دلہن کا پالکی میں بیٹھنا،

---

(۱) فتاویٰ رضویہ، رسالہ: ھادی الناس فی رسوم الاعراس، کتاب الحظر و الاباحۃ، ٢١/ ٨٢ تا ٨٤

وغیرہ کو اسراف و غیر شرعی رسومات کے زمرے میں داخل کرنا کارِ ذلیل وادعائے بے دلیل ہے بلکہ خود ایسی بُری رسم ہے جس کا خیر القرون میں کوئی وجود نہ تھا۔ اس لیے کہ الأصل فی الأشیاء الإباحة تمام اشیاء میں اصل حکم مباح ہونا ہے، یہ قاعدہ تمام اہلِ علم کے نزدیک مسلم و متحقّق ہے جس کا مطلب یہ ہوا کہ شریعت مطہرہ جس کام سے منع کرے ممنوع، جس کام کا حکم دے جائز و مستحب، اور جس کے بارے میں سکوت اختیار کرے وہ اپنی اصل پر (مباح) رہے گا۔

چناں چہ امام اہلسنت فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان بوقت نکاح خوشبو لگانے اور پھولوں کا ہار گلے میں ڈالنے کے تعلق سے ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے رقم طراز ہیں: ''خوشبو لگانا سنت ہے، اور خوشبو کی چیزیں پھول پتی وغیرہ پسندِ بارگاہِ رسالت ہے۔

رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں: ''حُبِّبَ إِلَيَّ مِنْ دُنْيَا كُمْ النِّسَاءُ وَ الطِّيْبُ وَ جُعِلَتْ قُرَّةُ عَيْنِيْ فِيْ الصَّلَاةِ۔''[1]

یعنی، تمہارے دنیا سے دو چیزوں کی محبت میرے دل میں ڈالی گئی، نکاح اور خوشبو، اور میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز میں رکھی گئی۔

اور فرماتے ہیں... ''مَنْ عُرِضَ عَلَيْه رَيْحَانٌ فَلَا يَرُدَّه فَإِنَّه خَفِيْفُ الْمَحْمَلِ طَيِّبُ الرِّيْحِ۔''[2]

یعنی، جس کے سامنے خوشبو پھول پتی وغیرہ پیش کی جائے تو اسے رد نہ کرے کہ اس کا بوجھ ہلکا اور بو اچھی ہے۔ (بوجھ ہلکا یہ کہ پیش کرنے والے پر مشقت نہیں کوئی بھاری احسان نہیں)... خوشبو پر مزید اور دو روایت پیش کرنے کے بعد فرماتے ہیں:

---

(1) سُنَن کبریٰ للبیہقی، باب الرغبة فی النکاح، ٧/ ١٢٥، رقم الحدیث: ١٣٤٥٤

(2) صحیح مسلم، باب استعمال المسك و انه أطیب الطیب، ٤/ ١٧٦٥۔

یہ حدیث سُنَن أبی داؤد، سُنَن نسائی، مُسند أبی یعلیٰ، صحیح ابن حبان و غیرہا دیگر کُتُب حدیث میں موجود ہے۔

ہار کہ گلے میں پہنیں، ان میں پھولوں سے اسی قدر زائد ہے کہ ایک ڈورے میں پرو لیا ہے اور گلے میں ڈالنا وہی خوشبو سے فائدہ لینا اور اپنے جلیس آدمیوں اور فرشتوں کو فرحت پہنچانا ہے کہ کسی برتن میں رکھیں تو اس کا ساتھ لیے پھرنا دقت سے خالی نہیں، اور ہاتھ میں لیے رہیں تو ہاتھ بھی رُکے اور پھول بھی جلد کملا جائیں تو اس قدر سے ممانعت و حُرمت و ناجوازی کس طرف سے آگئی؟..اور پھر کتاب "حلیہ" کے حوالے سے ایک حدیث نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں:"جو اسے ناجائز کہتا ہے وہ شریعت مطہرہ پر افترا کرتا ہے اگر سچا ہے تو بتائے کہ اللہ تعالیٰ اور رسول علیہ الصلاۃ و السلام نے کہاں منع فرمایا، اور جب اللہ و رسول نے منع نہیں فرمایا تو پھر دوسرا اپنی طرف سے منع کرنے والا کون؟ جلّ جلالُہ واللہ سبحانہ و تعالیٰ أعلم۔"[1]

خلاصہ کلام:

ان سب چیزوں میں اُصولی بات یہ ہے کہ اگر کسی رسم کو ریاکاری، فخر وتکبر اور اسراف سے کیا جائے تو وہ ناجائز ہے اسی طرح وہ رسومات جس میں کسی دوسری قوم سے تشبّہ اختیار کیا جائے وہ بھی ناجائز و حرام ہیں۔ ان کے علاوہ وہ رسوم جو اس اصل کے دائرے میں نہیں آتیں اور اسلام کے کسی حکم یا شعار کے خلاف بھی نہیں تو ان کو کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

☆☆☆☆

---

(۱) فتاویٰ رضویہ ،رسالہ:هادی الناس فی رسوم الاعراس، کتاب الحظر و الاباحة ، ۱۶/ ۹۲تا۹۳

مصادر و مراجع

۞**احیاء العلوم الدین**،ابو حامد محمد غزالی طوسی نیساپوری (٤٥٠ھ – ٥٠٥ھ)، مکتبة: دار المعرفة، بیروت
۞**القرآن الکریم**
۞**المعجم الکبیر**،أبی قاسم سلیمان بن احمد شامی (۸۲۱ء– ۹۱۸ء)
۞**بستان العارفین**،أبی زکریا یحییٰ بن شرف نووی (۱۲۳۳ ء– ۱۲۷۷ء)
۞**ماثبت بالسنة**،أبی محمد عبد الحق مکین بن سیف الدین دهلوی (۹۵۸ ھ– ۱۰۵۲ھ)،ناشر: ادارہ نعیمیہ رضویہ، موچی گیٹ، لاهور
۞**سنن ابن ماجة**،ابو عبد الله محمد بن یزید بن ماجه قزوینی (٨٢٤ء– ٨٥٦ء)، مطبع: داراحیاء کتب العربیة.
۞**سنن الترمذی**،ابو عیسیٰ محمد بن عیسی بن سَوره ترمذی (٨٢٤ء – ٨٩٢ء)، مکتبه: مصطفی البابی الحلبی واولاده، مصر
۞**سُنَن الکبری**،أحمد بن حسین خراسانی البیهقی (٣٨٤ ھ– ٤٥٨ھ)،مطبع: مؤسسةالرسالة،بیروت
۞**کنز العمّال**،علاء الدین علی بن حسام الدین شاذلی برهان پوری هندی ، (١٤٨٠ء – ١٥٦٨ء)،مکتبه: مؤسسة الرسالة، بیروت
۞**سنن النسائی**،ابو عبدالرحمن احمد بن شعیب نسائی خراسانی (۸۲۹ ء– ۹۱۵ء)
۞**سنن أبی داود**،أبی داؤد سلیمان بن اشعث سجستانی (۸۱۷ء – ۸۸۸ء)، مکتبه:المکتبةالعصریة،بیروت.
۞**مسند امام أحمد بن حنبل**،ابو عبدالله احمد بن محمد بن حنبل شیبانی (۷۸۰ء ۸۵۵ء)،مکتبه:عالم الکتب، بیروت
۞**سنن دارمی**،ابو سعید عثمان بن سعید تمیمی دارمی سجستانی (۲۰۰ھ – ۲۸۰ھ)

۞**مستخرج أبی عوانة**،أبی عوانة یعقوب بن اسحاق اسفرائینی (٢٣٠ ھ-٣١٠ھ)

۞**مسند بزار**،ابو بکر احمد بن عمرو بزّار (٨٢٠ء- ٩٠٥ء)

۞**شعب الإیمان**،احمد بن حسین خراسانی بیھقی (٣٨٤ھ- ٤٥٨ھ)

۞**صحیح إبن حبان**، محمد بن حبان (٨٨٤ء- ٩٦٥ء)،مکتبہ: موسسة الرسالة، بیروت

۞**المعجم الأوسط**،ابو قاسم سلیمان بن احمد شامی (٨٢١ء-٩١٨ء)، مطبع: دارالحرمین، قاھرہ، مصر.

۞**صحیح إبن خزیمہ**،محمد بن اسحاق بن خزیمہ نیسابوری (٢٢٣ ھ-٣١١ھ)،المکتب الإسلامی، بیروت

۞**صحیح البخاری**،ابو عبداللہ محمد بن اسماعیل محمد بن بن اسماعیل بخاری (٨١٠ ء- ٨٧٠ء)،المطبعةالکبریٰ الأمیریہ بولاق،مصر

۞**صحیح مسلم**،ابو الحسین مسلم بن حجاج نیساپوری (٨٢٢ء - ٨٧٢ء)، مکتبہ دارالحدیث،قاھرہ، مصر

۞**مستدرک علی الصحیحین**، ابو عبد اللہ محمد بن عبد اللہ حاکم نیساپوری (٣٢١ھ- ٤٠٥ھ)، دارالکتب العلمیة، بیروت

۞**مسند ابی یعلی**،ابو یعلی احمد بن علی بن تمیمی موصلی (٢١٠ھ- ٣٠٧ھ)

۞**فتاویٰ رضویہ**،عبد المصطفیٰ احمد رضا خان بریلوی (١٨٥٦ء-١٩٢١ء)، ناشر: امام احمد رضا اکیڈمی، بریلی شریف

۞**مصابیح السنّة**،أبی محمد حسین بن مسعود بن فرّاء بغوی (١٠٤٤ء - ١١٢٢ء)

۞**الجامع الصغیر**،جلال الدین عبد الرحمٰن بن کمال الدین ابو بکر سیوطی (١٤٤٥ ء-١٥٠٥ء)،مکتبة: دارالکتب العلمیة، بیروت

۞**مصنّف ابن أبی شیبة**،ابو بکر عبد اللہ بن محمد بن ابراھیم (ابی شیبہ) کوفی (۱۵۹ھ —۲۳۵ھ)،مطبع: دار التاج، بیروت
۞**مصنّف عبد الرزاق**،عبد الرزاق بن ھمام صنعانی (٧٤٤ ء- ٨٢٦ء)،مکتبہ: المکتب الإسلامی، بیروت
۞**مؤطا امام مالك**،أبی عبداللہ مالك بن انس حمیری مدنی (٧١١ ء- ٧٩٥ء)
۞**مسند الشهاب**،ابو عبد اللہ محمد بن سلامہ مصری (وفات:٤٥٤ھ)، مؤسسة الرسالة، بیروت

توہینِ رسالت اور اسلامی قوانین

تالیف
شیخ الاسلام مخدوم محمد ہاشم ٹھٹوی حنفی رحمۃ اللہ علیہ

تحقیق و تخریج
علامہ عبد اللہ فہیمی مدظلہ العالی

ترجمہ و حواشی
مفتی ابو محمد اعجاز احمد مدظلہ العالی

تقدیم
حضرت علّامہ مفتی محمد عطاء اللہ نعیمی مدظلہ العالی
(شیخ الحدیث و رئیس دارالافتاء جامعۃ النّور)

ناشر
جمعیت اشاعتِ اہلسنّت پاکستان

جمعیت اشاعت اہلسنّت پاکستان

کی ایک دلکش کاوش

شانِ الوہیت وتقدیس رسالت کا امین

کوثر وتسنیم سے دھلے الفاظ، مشک وعنبر سے مہکا آہنگ

عشق وادب کی حلاوتوں کا ماخذ

ترجمہ قرآن

کنز الایمان

از

اعلیٰ حضرت امام اہلسنّت امام احمد رضا علیہ الرحمہ

اب پشتو زبان میں دستیاب ہے